ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
مثنوی ہشت گلزار

جس کی تھی وسکی خلافت اراوم
شفقت و داد و عدل کی تھی دہوم
سینہ باز جو انگاہ تدرو
وزد کی خوف سی ڈر ہر ایک
فیلسوف چند زمان و دانشور
ملک کی انتظام سے یکبار
روز و شب شغل بادہ خوار تشنا

پہونچا اکدم مین وہ لقمہ عدم
جور و ظلم و ستم ہوئی معدوم
چنگل شاہین کا پناہ تدرو
چین سے سووی تھی حظ ہر ایک
راست کار و امین و نیک سیر
دی عنان اونکی ہاتھ بی تکرار
آب کاری کا آب جاری تھا
غیر اسباب عیش و سرود

خوش سپاہ اور سب رعیت شاد
تھی غنم گرگ سی نڈر پھرتے
شہری خوش و روستائی آسودہ
جب ہوا اسطرح نظام جہان
کاردان خیرخواہ خلق خدا
کرکی یون بندوبست با دل شاد
مدر خوش تھی رات دن صحبت
رنج و غم کا نتھا وہان مذکور

گنج معمور اور ملک آباد
جا کی کنجشک باز پر کرتے
بلکہ سارے خدا کی آسودہ
کرتی تھی دل نواز جملہ کام جہان
ایسی انسان بہت سی کر پیدا
عیش کرنے لگا عجب ہرا و
خوش آئی تھی اونکی ہی صحبت

اوسکا غالب ہی تہا بس زور
زندہ ہی لیتا تہا پکڑ وہ گور
صید سی جو جب ملال آیا
ایک دن جی مین یہ خیال آیا

کبہی جاندار کیت ملک بیجان
حق کی مخلوق ہین یہ سب حیوان
اپنی ہی جان جانتی سب کی
جان نہین بیچ ہی کسی سبکی

کرکے یہ عزم پہر یہ ٹھہرایا
گور جو زندہ اوسکی ہاتہ آیا
جان سی جانکر نہ مارون کا
تن سی اوسکا نہ سر جدا ہوگا

بعد ازین جاتا جب وہ بہر شکار
دیتا نخچیر کو نہ کچھ آزار
گور کو زندہ کر اسیر کمند
رکہتا قید حیات سی مین بند

جان سی جی کی زینہار اوسی
جان و دل سی کری تہا پیار اوسے
ران پہ دیکی داغ آزادی
چہوڑ دیتا بہ داغ آزادی

ران پر جسکی ایسا ہوتا داغ
باندہ اور مار سی اوسی تہا فراغ
بندہ داغی گور جب ہوتا
پاؤن پہیلا کی دشت مین سوتا

کوئی کرتا نہ بہر شکار اوسے
جیسی ہی ہاتہ آتا نہ مارا اوسی
چال ڈالی یہ اوس نی گور سی جب
شاہ بہرام گور پایا لقب

جانا بہرام گور کا دلارام ساتہ واسطی شکار نخچیر کی اور تغیر کرنی صورت دو آہو کی ساتہ کلک تیر کی اور سہل سمجہنا دلارام کا اسی ہنر کو اور چہوڑ جانا بہرام کا صحرای بیداد مین مانند غزال دلارام سی دلبر کو

جبکہ برگشتہ ہوئی ہی تقدیر
اور ستارہ کی پلٹی ہے تاثیر
پہلی اسباب اوسکا ہوہی عیان
ہی دلیل اس سخن کی اب یہ بیان

کرنا اکدن ہوا خدا کا یون
نکلا بہرام بس شکار کو جیون
تہی دلارام ہمعنان اوسکی
ہم سخن اور ہمزبان اوسکی

دونو صحرا نورد دشت بدشت
صید جو بندہ کر رہی نہی کشت
ناگہان گذری سامنی سی غزال
کوئی سیہ کوئی سفید کوئی لال

دیکہہ بہرام نی اوٹہا گہوڑا
تیر بس وہ کی ساتہ جہٹ جوڑا
تب دلارام بولی کرکے نیاز
تیری قربان مین شاہ بندہ نواز

گو ہی اوستاد فن تیر مین تو
چوکتا ہی نہین تو یکسر مو
پر مین استاد تجہی تب سمجہون
یعنی مین جسطرح سی تجکو کہون

اوسطرح تیر تو آہوون پہ لگا
اسی ہین تیری یہ جان و دل سی فدا
یون لگانا ہی تیر کا آسان
امتحان کا مگر ہی اور نشان

طنز سی یہ سخن جب اوسنی کہا
بولا بہرام کہہ نہ دیر سی کیا
ہی مرا تیر اسے لگنی جو ہنر
کچہ نہین امتحان سی مجکو ڈر

تو کہی گی جو کچھ کرونگا مین
امتحان سی نہین ڈرونگا مین
بولی وہ یون لگا تو تیرا ہنر
کہ ہو نر مادہ اور مادہ ہو نر

دل مین کہنا سماگیا اوسکا
اور یہ نکتہ وہ پاگیا اوسکا
دونو ہین قریب سین بہی نکال
مار سینگون پہ نر کی یون فی الحال

اوڑگی دونو سینگہ جو تہی لعوس
نر کو مادہ بنا دیا اس طور
کر چکا جب یہ نر کو یون مادہ
نہ بنائی پہ پہر ہو آمادہ

ہیکی یکبارگی دو چوبہ تیر
تاک کر ایک مادۂ نخچیر
یون کہی دونو اوسکی فرق بہ غرق
مادہ و نر مین کچہ رہا جو نہ فرق

جب یہ بہرام نی دیکہا یا ہنر
نر بنا مادہ مادہ بن گئی نر
دونو شرطین جو تہین بجالایا
سن کی تحسین اوسکی وہ آیا

بولا انصاف کر تو ای عیار
پوری کین دونو شرطین کیا یکبار
ہین تو منصف کر اس ہنر پہ نظر
نر ہوا کیونکہ مادہ مادہ نر

تہی توقع کہ وہ بطرز یہ
بولی احسنت و آفرین وہ زہ
پہر تحسین اوس نی کہول زبان
دی دعا کرنی یون لگی وہ بیان

سحر اوسکو کہون مین یا جادو
کم نہین معجزی سی یکسر مو
دیکہی ایسی نہین ہنرمند ہی
ہی فقط قدرت خداوندی

کام وہ تیری تیر نی یہ کیا
فہم انسان سی ہی نہ جو اصلا
لیک قدرت خدا کی ہی معمور
ایک سی ایک ہی ہنر مین دور

بالیقین ہوگا کوئی ایسا بشر
کہ زیادہ وہ تجہہ سے ہو بہنر
چاہتی ہی یہ دور اندیشی
دوسری کو ہو تیری ایزد پیشی

سنکی بہرام یہ سخن یکبار
رہ گیا کہول منہ کو جیون سوفار
تیر سا یک جگر سکے پار ہوا
دل جگر دونو سی دو سفار ہوا

...جو مرد جب ہوا ...
دی تسلی کہ اب نہ کچہ غم
رشتہ الفت کا مین نہ توڑونگا
رو کہا سو کہا جو کچہ کہ مجہکو ملے
حق کو سونپا جہان تو چاہی جا
تو نی فرزندی مین لیا جو مجہی
کہکی یہ اور بازو بند اک کہول
گرچہ آزو نیاز اوسی تہا کیا
جہٹ مہیا کیا ہر اک سامان
گو بظاہر وہ مرد دہقان تہا
یاد موسیقی اور اشتہیات
نایک وقت و تانسین زمان
ساز جسوقت وہ بجاتا تہا
کرتا بربط نوازی گہہ اسطور
جب دلارام کا ہوا ممنون
کومل اور تیز اوسکا ہر اک سُر
ایسی قانون سی بجاتے تہی
جب وہ اس فن مین ایسی کامل
اپنی دعوی کو تا درست کرے
کہولی جب مہر شب کی منہ سی نقاب
ساتہ لی بربط و ستار اپنا
مرگ چہالا بچہا بسبزہ زار
طائران ہوا ہی آجاتے
گرد و پیش اوسکی اکی باندہی صف
کنکی یون قید دشت کی احرار
محو و بیخود ہوکی نیند کی ماتے
جب وہ پردہ بدل بجاتی کچہ اور

تجہی ہی یہ در خزینہ شاہ
رکہ مری آنکہون پر تو اپنی قدم
تیری خدمت سی منہ نہ موڑونگا
نہ رکہونگا دریغ مین تجہ سی
نہین مانع مین تیری جانی کا
لازم اقتدارش ہی میری تجہی
ہفت اقلیم ہو نہ جسکا مول
پر وہ مرہون ہوا اوس احسانکا
جسکا ہی احتیاج مند انسان
پر بڑا فیلسوف دوران تہا
از بر اوسکی مسائل اور نکات
تان پر جسکی زہرہ ہو قربان
محو عالم کو کر دکہاتا تہا
مردی کو زندہ کرتا جو فی الفور
سب اوسی یہ سکہا دیتی افسون
حلقہ زن تہا بگوش ماہی خور
مارتی گاہ گہہ جلاتے تہی
کہ لبہاتی تہی حشن طیر کا دل
عزم بہرام کا وہ سست کری
کہوڑی پر یہ سوار ہوکی شتاب
کرکی برقع کو پردہ دار اپنا
مین گاہی بجاتی گاہ ستار
ابر سان سر پہ آکی چہا جاتی
اک طرف شیر تہا اک طرف
جہٹ لوٹہا لیتی ماتہ مین ستار
خواب راحت مین صاف آجاتی
چونک کر کرتی جست تب فی الفور

ہی یہ بانوی واجب التعظیم
ہیچ تر لائق خداوندے
جان اس گہر کو جان اپنا گہر
اور مرضی اگر ہو یہ تیرے
بولی وہ مہ کہ چند روز تو یان
مین ہی محسن حق شناس حق آگاہ
رکہ دیا اوسکی روبروے الحال
گہر مین لیجا کی اوسکو بہلایا
نقل دہی فرش و ماحضر ہر چیز
تہا ریاضی طبیعی سے آگاہ
بربط و چنگ کی بجانی مین
ساری پردون سی تہا وہ محرم راز
گہہ ہنساتا کبہی رلا دیتا
سرد و گرم زمانہ چکہ کی تمام
ساز کی فن مین کر دیا استاد
وہ بریشم نواز جادو کار
دم عیسی تہا تار ساز کی ساتہ
غرض اس بات پہ ہوا اوسکا
بادپا اوسنی ایک معل لیا
منہ کو زیر نقاب کر لیتی
جاتی جنگل مین ایک سمت نکل
سنکی آواز و کشش ہر ساز
یون دلارام اونکو کرتی رام
کرتی صہبای نغمہ سی یون مست
اور منوم بجاتی پہر اسطور
رہتی پہرون پڑی وہ بیہوش یون
کودتی اور کرتی پہر یون جست

جور گردون سی ہی لالہ اسکا دو نیم
تجہکو لیتا ہون مین بفرزندے
اور قانع ہو تو بخشک و تر
نہین نور آدرہی کچہ اسمین مرے
رہتی ہون گہر مین تیری سی این عماد
حق پدر کا نہ ہو لونگی وا لعد
بی بہا جسکی ہیری تہی اور لعل
شرط خدمت جو تہی بجا لایا
اوسنی آمادہ کی بصد تمیز
یاد حکمت کی نکتی حسب خواہ
تہا وہ استاد اور گانی مین
بسرا پردہ سب ازبری تہی ساز
گہہ سولاتا کبہی جگا دیتا
منزل دشت مین کیا تہا مقام
کیسا استاد اونہی سی ہی یاد
جب بجاتی تہی لیکی ماتہ ستار
زندہ و مردہ کرنا اوسکی ہاتہ
قصد اسکہات پہ ہوا اوسکا
اور یہ معمول اپنا باندہ دیا
مہر زیر سحاب کر دیتی
اس طرف آج اوس طرف کو کل
وحشی دشت آکی کرتے نیاز
کہ نہ رم کرتی اوس سی تہی وہ دام
کہ نہ ہٹتی تہی اونکو طاقت جست
کہ یہ وحشی تمام سب فی الفور
مست و بیخود ہوئی جسطرح مخمور
یک بیک جتنی جیسی کو تہی مست

یہ خبر جب ہوئی یہ خاص و عام | یعنی اک آہو چشم جادو کام
دام حیرت میں پھنس کے ال خلقت | دیکھنی آتی روز یہ صنعت
ہاں جب دشت میں بھاگتی تھی | مار کر آہو پھر جلاتی تھی
ہوگئی جب وہ شہرۂ آفاق | سنکی بہرام بھی ہوا مشتاق

شکارگاہ بہرام

دشت زار دلارام

کہ پری کی شکل دخت دہقانی / رکہتی ہی معجزہ سلیمانی
رام مین اوسکی سب چرند و پرند / شیر و آہو مطیع مین ہی بند

تسپہ ہی معجزہ مسیحا کا / کہ جلاتی ہی بات مین مردا
سحر داؤدی جب سنائی ہی / آب آہن کو کیا بہائی ہی

سنکی جب یہ بات ہو بیتاب / آیا بہرام اوسکی پاس شتاب
التجا کی کہ ای پری طلعت / ہون دوانہ بنا یہ سن صفت

سن فسون سی کب تسلی آئی مجہی / جب تک آنکہون نہ تو دکہائی مجہی
معتبر گرچہ بس شنیدہ بود / کی شنیدہ مثال دیدہ بود

وہ تو خواہان تہی ایسی ہی دن کی / رات دن ساعتین ہی گنتی تہی
مانگتی تہی دعا یہ شام و سحر / درگہ کبریا مین ہو مضطر

یعنی بہرام گور رم خوردہ / جس نی مجکو کیا دل آزردہ
دور کر وحشت آئی میری پاس / تا مبدل ہو ساتہ آس کی یاس

آیا جب دام مین وہ رم خوردہ / ہوگی خرسند یہ دل افسردہ
دشت مین جا کی اوسکی ساتہ اکبار / کہو لکر دل لگی بجانی ستار

سحر آہو تو ار سنکی غزال / آ کی موجود ہوگئی فی الحال
جمع جب ہو چکی چرند و پرند / اور ہوئی ناز نغمہ مین سب بند

بین لی ہاتہ مین بجانی لگی / نیند آنکہون مین اوڑ نکی آنی لگی
کر دئی ایک آن مین بیجان / دشت کی ساری وحشی حیوان

پہر بربط بجائی یون یکدست / چونک کر جو لگی وہ کرنی جست
مردہ ہو زندہ جب ہوئی دو دام / دام حیرت مین پہنس گیا بہرام

دیکہ یہ سحر ساحرے یکبار / قدرت حق کا دل مین کر اقرار
بولا بیساختہ عجب یہ نہین / ہین عجایب بہت بروی زمین

ہی طلسمون سی دہر مالامال / دل مین اپنی کوئی کری یہ خیال
کہ نہین مجہ سا دوسرا کوئی / بہتر اوس سی ہی ہوئیگا کوئی

کاروان ایک سی ہی ایک بڑا / پہر ہی اس بات کا اچنبہا کیا
سنکی بہرام گور کا یہ سخن / کہل کہلا کر ہنسی وہ غنچہ دہن

پہر زیر نقاب سی یہ کہا / حق ہی یہ ہی یہی مقولہ میرا
ہی مگر میری واسطی یہ بات / نہ کہ بہرام کی لئی ہیہات

وہ جو مادہ کی تین بنائی نر / کون اوس سی جہان مین ہی بہتر
مین جو مردی کو زندہ کرتی ہون / واقعی سہل ہی مرا یہ فسون

مجہ سی ہونگی جہان مین کتنی بہتر / نہین بہرام سا یہ کوئی بشر
ہی یہ انصاف اچہی تو نی کہا / حرف حق سی خفا ہو جی ذرا

عدل و انصاف مقتضی تہا یہی / ہوگی منصف جو آج بات کہی
یہ سخن سنکی چونک اوٹہا بہرام / جون ہوا گوش زد یہ اوسکی کلام

صاف آواز آشنا کی سن / دل مین کچہ سوچ رہ گیا بس ڈر
منہ سی برقع اولٹ دیا جہٹ پٹ / اور گیا آہ مار اوس سی لپٹ

چہاتیونکی لی باہم جو کیو اڑ / اسطرح جو رہی نہ مطلق اڑ
دونو کی دل پہ کہل گئی در عیش / پہرتی سی آئی بستر عیش

ہوگی خوشحال اور پکڑ کر ہاتہ / لی گیا گہر اوسی پہر اپنی ساتہ
جو کدورت تہی دہلی جاتی ہی / بیکلی دونو کی وہان کی گئی

دونا آگی سی پیار چاہ ہوا / اور گذشتہ کا عذر خواہ ہوا
بسکہ دونو یہ صنعتین تہین عجب / سنکی حیران رہتی تہی جب سب

نرکو مادہ بنانی کا وہ ہنر / مردہ کی زندہ کرنی کا یہ اثر
حکم بہرام گور کا یہ ہوا / جلد بر صفحۂ حریر دوتا

نقشبندان مو قلم یکبار / نقشہ دونو کا اک کرین طیار
تا رہین دونو یادگار جہان / کیونکہ دونو ہم ہمیشگی ہیان

طرح کی سات مکان کی نوشان کی اور طیاری کرنی نقش و نگار سی ہر ایک ایوان کی اور جلوہ فرما ہونی بہرام کی ساتہ صنم کافرکیش کی ہر روز ایک محل مین اور ہر شب قصہ گوئی اون شکر لبون شیرین گفتار کی اوس مکان رنگین مین

نقش پرداز اسکی راوی ہی / یعنی اس داستان کی حاوی ہی
یعنی بہرام شاہ نادر دوست / تہا جو مغز ہنر ہمہ بی پوست

نقش اس رنگ آگی ہی باندہا / اور ہی تعمیر یون یہ قصہ کیا
دیکہکر صنعت دلار اسمی / باہمہ فروشان بہر اسمی

مشکل کل کی خوشی سی پہول گیا
کہ سدا جاتا تہا دشت و بیابان مین
تہی جو خدام شاہ عالیجاہ
روز ملتی کرتی تہی جو بیشہ و کوہ
اور نہ سقہ ورنہ کہ عہدہ چہوڑ
ایک دلمین یہ سوچی تہا ہر ایک
بن نہ آتی تہی کوئی چارہ کری
آ گئی اک بات وہ پریشان جمع
شاہ بہرام کا وزیر و مشیر
تہا وہ حلال مشکلات جہان
سب پہ مختار اوسی بادشہ نی کیا
اوسکا ہر اک مطیع فرمان تہا
سب سلاطین نامدار جہان
کہ نہین ہم مین طاقت اب باقی
ملک کا کچہہ نہین ہلاک کو خیال
ورنہ مرتی ہین ہم تو صبح و شام
رخصت اونکو کیا بعز و وقار
اون سی یہ کہکی دلمین سوچ کیا
ہو وہ نقشہ کہ ماہ خرکا ہی
سات قصر ایسی کہ جنکی ہر پا
روز ہر ایک مین ہو عیش طلب
صبح ہوتی ہی وہ خرد آرا
ساتہہ پیغامبر بہت دانا
لائق بادشاہ و تاجوران
اور کہا اون سی اے پیامبر
کام کر تم یہ کر کی آوگے
جب ہوئی دختر ملکہ شاہ خواہان

مشغلی اور ساری بہول گیا
رہنا مشغول اوسی ہی افسون مین
اور سب وہ وزان خیل و سپاہ
کوہ تو وہ نہ تہی ہون جو ستوہ
بیٹہہ ین خدمت گذاری سے نہ موڑ
سوجہی تدبیر کوئی ایسی نیک
فرصت اونکو نہ دوری تہی ذری
ملکی پروانہ سان پہ پیش شمع
جبکی کامل ہر ایک تہی تدبیر
قائل اوسکی جہان کی دانایان
نظم و نسق ممالک اوسکو دیا
دوش سبکا بزیر احسان تہا
مانتی اوسکا تہی ہر ل فرمان
حد سی گذری ہی شہ کی مشتاقی
ہوتی اس حال سی ہین ہم پامال
کام ہوتا ہر ایک کا ہی تمام
اور اسباب کا کیا اقرار
یعنی تدبیر اسکی کہنچی کیا
کاہ ہوو ہی دشت کو راہی
آسمان سا ہو کنگرہ جنکا
اور کا لی نشاط مین ہر شب
خیر خواہ خلائق و دارا
عرض مطلب مین جیت اور رسا
دی متاع نفیس بی پایان
جاکی بہرام کی طرف سی کہو
سر و پا ملک و مال پاوگی
کی کسینی نہین نہ غیر از ہان

مین خاطر بس اودہر آتی
دیکہنا یہ تماشہ نادر
روز کی دوڑ سی تہی ہلکان
کسکا زہرہ کہ وہ بوی شیر
ہر گہڑی پاس چاہتی رہنا
جس سی موقوف آنا جانا ہو
روز آپس مین کرتی تہی باتین
شمع و آتش وہ منذر نعمان
ہم سبق اوسکا او رہم مکتب
کاردانی مین تہا وہ لاثانی
اوسکی بی حکم کچہہ نہوتا کام
سرکشی اوس سی کوئی کرتا گر
یکزبان ہوکی سبنی حال کہا
رہ نوردی ہی یہ غضب کوئی
تو ہی دانای دہر و صاحب رای
اونکو نعمان نی تسلی دے
دیکہو کرتا ہون کیسی مین تدبیر
کیا کرون اب مین فکر جو بہرام
ایک شب سوچ مین اوسی کٹتی
تا کہ بہرام شاہ خود رفتہ
یونہی ہر روز بس ہی معمول
گہر سی جیون مہر باہر آیا نکل
ساتون اقلیم کی طرف یکبار
کیا کہون کیسی چیزدی تحفہ
یعنی ہر بادشاہ کیوان جاہ
پہونچی القصہ وہ بہر کشور
بادشاہون نی کر بجان قبول

ہر سحر بس چال پہر آتی
دل ہوتا شاد خوش ہی خاطر
تن مین باقی رہی ایک کی جان
کچہہ کرے عرض حال ہوکی دلیر
سخت گہوڑون پہ سختیان سہنا
گہر مین رہنی کا کچہہ بہانا ہو
سوچتی تہی لوگ مین سب باتین
تہا جو حکمت مین ثانی لقمان
با وجود مشکل گذاری کی سب سہا
اوسکی مشہور تہی ہمہ دانی
زیر حکم اوسکی روم سی تا شام
رہنا باقی نہ اوسکی تن پہ سر
اپنی دکا غم و ملال کہا
تہک گئی آہ ہم تو سب کوئی
تیری ہی رای اس سی ہی بچای
اور تہوڑی دنونکی مہلت لی
بہولی جو صیدگاہ اور نخچیر
منزل خانہ مین لی آکی مقام
بات آخر یہ اوسکی دلمین ٹہنی
عشرت انگیز کر ہی ہر ہفتہ
یا وہ صحرا و دشت جاوی بہول
اور یہ تدبیر اوسنی کی اول
سبع سیارہ سان گئی سیار
ایک سی ایک چیزدی تحفہ
اپنی دختر کا مجہہ سے کردی بیاہ
بحضور شہان دارا فسر
مقصد اونکا کیا قرین قبول

صفت کہہ بعد پھر وہ ساتون آئی
سات سہ اپنی ساتھ ساتھ ہی لائی

بر لب جو تہا مرغزار اک خوب
تازگی جسکی طبع کی مرغوب

خاک پاک اوسکی تہی نشاط افزا
دلکش و جانفزا اوہانکی ہوا

صاف دلکی کدورتین ہودی
زنگ کو خاطرونکی جہت کہودی

چاہا اوسکا ظہور جلدی ہو
دخل اوس مین نہو درنگی کو

ہندسہ دان تہا ایک شیدا نام
اس ہنر مین کیا تہا پیدا نام

کار فرما جو وہ بنا وہان کا
حکم نافذ ہوا یہ نعمان کا

کنگرہ اونکا عرش سا ہووی
پایہ ہر ایک کرسی سا ہووی

ہر مکان ہووی اس قرینی پر
کرسی اوسکی قدا ہو زینی پر

سنکی شیدا یہ حکم نعمان کا
اوس نے ہی ہتر وکار بند ہوا

سات ایسی مکان کئی طیار
جس پہ تہی ساتون آسمان نثار

جب کہ طیار ہو چکی یہ مکان
رنگین اس رنگ وہ کئی ایوان

جسکی اتوار کی لئی تہی بنا
شکل خور زعفرانی اوسکو کیا

تہا سہ شنبہ کی واسطی جو مقام
رنگا گلنار اوسکو جون بہرام

پنجشنبہ کی واسطی جو بنا
صندلی رنگ مشتری سا کیا

اس سے ہی جیب فراغت پائی
نہ بیت زینت پر اوسکی خاطر آئی

دخل ان دوسری رنگ کو تہا
ویسی ہی گل چمن مین تہی ہر جا

کہ کی ساتونکا سات رنگ سنگار
اپنی اپنی وہ یا مکان مین اوتار

دائیان اور دوا سہیلی ہی
آتون مغلانی لی بی اور باندی

صندلی کوئی کوئی سبزا رنگ
بہتونکا چنپئی سنہرا رنگ

نسترن نرگس او چنبیلی
سیوتی و گلاب البیلی

چنپہ صد برگ کیتکی گلزار
رعنا زیبا و ارغوان گلنار

چاندنی گلبدن و جاگر کوئی
دل لگن ہنسکہہ اور دلبر کوئی

جو لباس اپنی رنگ کا پہنی
دونی ہم رنگ کی نہ کیون وہ کہی

کوئی بیٹھی کہین سنگار کری
پہر خود دیکھی آئینہ کو دہری

اک غزل خوان ایک نغمہ سرا
بیٹھی اک پاؤن پہر مین لٹکا

لیکی چھلکی کسیکی کوئی بہاگی
گد گدی کرتی اسکو دولاگی

ساتون جب آئی ماہ نورانی
آئی پہرا او سپہر ای نہانی

بسکہ سبزہ پر از طراوت تہا
غیرت سبزہ زار جنت تہا

آبحیوان سا تہا وہانکا آب
جسکی پینی سی تشنہ ہوتا شاد

تہا تہ حباب اوسکی ایسی جا آئی
تہی حجابات اوسی قلمین تہرائی

سب عمارت بنانی کا سامان
دم مین موجود کر دیا لاوان

جو عمارت بنائی تہا شیدا
لوگ ہونی تہی دیکہہ اوسی شیدا

سات ایوان بنا تو ایسی یہان
جس سے ہون ساتون آسمان قربان

قصر جنت کو اوس سے آئی رشک
دور باغ ارم جو کہائی رشک

ہو شبیہ ہر اک مکان کی سقف
ہو خجل جس سے آسمان کی سقف

سات الوانکی منگا کر سنگ
سرخ و سبز و سفید جنکا رنگ

سات گنبد بنائی رشک سپہر
رات دن جس پہ صدقی ماہ و مہر

پہر شنبہ بنایا تہا جو محل
سیہ اوسکو کیا برنگ زحل

تہا دو شنبہ کی واسطی جو واہ
سبز ریحان رنگا برنگ ماہ

چار شنبہ سی جو کہ تہا منسوب
جون عطارد کیا کبود اوسی خوب

جسکو نسبت تہی جمعہ سی پوری
زہرہ آسا رنگا وہ کافوری

تہی طلوت مکان وہ جیسی
پردی اور فرش بہی تہی ویسی

بن چکی جب مکان حسب خاطر خواہ
اون مین آکر مکین ہوئین وہ ماہ

تہی بہر رنگ جس مکان کی اساس
تہا اوسی رنگ پر مکین کا لباس

جس مکان کی لئی تہی ٹہرائی
تہی اسی رنگ و بو رعنائی

کوئی سرخ و سفید کوئی گلفام
یاسمین بو و یاسمن اندام

گل بہار و بنفشہ و سوسن
گیندا رابیلی کوئی غنچہ دہن

زعفران مشکی اور رنگیلی کوئی
خوش قدم سہ لقا چنبیلی کوئی

سب پہ پوشاک سج سجا رنگین
اپنی اپنی مکان مین جا کی بہین

ہر بت اپنی نگار خانی مین
بہرتی عاشق کا دل لبہانی مین

کوئی اپنی اکڑ کی چھب دکہلائی
کر اشارہ کوئی کسی کو بلائی

کہیلی چوسر کوئی کوئی شطرنج
کہیلتی پچیسی اک کر نشہ سنج

کوئی وہ بیٹہی ایک کو گالی
کوئی چٹکی بجائی کوئی تالی

چنبیلی سی کوئی چنبیلی جڑی ہول
ہنس دو وال ایسی پڑا لاحول
کوئی پہنچی کسی پہ کچہ بوسے
کوئی چلت پر زبان کو ہوسے

کہیں خندہ کہیں تہانی ہنسے
تالیو تکی کہیں تڑاقی سے
منہ بنا کوئی کسیکی منہ کو چڑائی
کہہ نہی کی کوئی کسیکو کہائے

لیکی پینگ ایک اسطرح جہولے
کنگرہ جا کی عرش کا چہوئے
باندہ کر ایک دوشالی کی گاتی
گاتی پہرتی وہ گات دکہلاتی

چلتی جب کوئی دکہا کی چہب تختی
دیکہنی والون کی تہی کم بختی
کوئی سی لگا کی کہا وی پان
خون عاشق کری بہر عنوان

ہوئی اک گلعذار پہول کو توڑ
ڈالی اک ہاتہ دوسریکا موڑ
کہی خندی کسیکو کوئی چہنال
کوئی سی برا مانی کوئی جاوی ٹال

جلدی ہر ایک کی سجاوٹ تہی
کہین لگاوٹ کہین کہاوٹ تہی
اونکا کب تک کیا کرون مین بیان
الغرض تہی ہر ایک آفت جان

اک طرف ساقیان مہگون لب
لیکی اسباب میخوری کا سب
مستعد بیٹہی اور بلاسے نہین
مشتغل کوئی کسی کی کہانی مین

غرض اسباب عیش کا یہ تمام
تہا پی استراحت بہرام
کرکے نعمان نی سب یہ طیاری
آیا بہرام پاس یکبارے

جسطرح سی کہ تہا وہان کا داب
کرکی تسلیم و کورنش آداب
دست بستہ ہو عرض حال کیا
مژدہ جان فزا سنا یہ دیا

گہر مین اب مین غزال شیرین کار
کہیلنا یان عبث ہی بہر شکار
آ ہو چشم ایسی گہر مین ہون گلرو
کیا ہی لازم کہ بہی دشت کی راہ

وصف اونکا کیا غرض یان تک
دلکو بہرام سکے لگی چٹیک
سنکے او دیکہ خوش یہ جاہ ہوا
دشت سی صاف دل وہ جاہ ہوا

آکی دیکہا جو وہ ارم سا مکان
گل کی صورت وہ ہوگیا شادان
کرتا گلگشت باغ و سیر چمن
آئی جو سا بہرا بہرا گلشن

ہر مکان دیکہا اور مکین دیکہا
آسمان ایک بزم مین دیکہا
دیکہا جو وان وہ تہا بوضع جدید
ہوتی حیران تہی جنکو دیکہکی دید

حور و غلمان سی پر تہا رشک بہشت
جسپہ قربان ہزار دیر و کنشت
آئین جیسے بسر وہ مہ پارہ
ہو گئی بند چشم نظارہ

ہر اک آشوب جان فتنۂ دہر
آفت جان مردم وہ شہر
ایک غمزہ ہی سی اور بہ نیم نظر
زہد و ایمان و دین کی غارتگر

آتیان جب نظر وہ عقل فریب
بہاگی آرام و ہوش و صبر و شکیب
بت غارتگر شکیب و قرار
اس سی کرنا حذر ہی ہی درکار

انکو دانا جو دیکہ رستے ہین
الحفیظ الحفیظ کہتے ہین
گر ہو تجہ سی تو ان سی ہو ہشیار
ہم تو بیہوش ہو گئی ای یار

حذر ایسی کیا نہین جاتا
سن انہون کی ہا نہین جاتا
دیکہ بہرام کو وہ عشوہ فروش
ہو کی ناز و نیاز سی مدہوش

الف قد کو کمر کی خم جیسون جیم
لائین سوناز سی بجا تسلیم
دیکہ اون کافرو لکی طرز سلام
کرکی مجرا کہسک چلا آرام

جہکہ سا ہو کی شہ کی قدمون پر
دی دعا یہ کہ شاہ نیک اختر
سر پہ عالم کی ہو ترا سایہ
آسمان سا بلند ہو پایہ

ہو وین بد خواہ نیست اور نابود
اور رہین خیرخواہ سب خشنود
لا کی پہر کشتیان پر از گوہر
کی نثار اتنی شاہ کی سر پر

بن گئی جو زمین بہ شکل سپہر
گوہر انجم تہی آپ نہین وہ ہر
بادشہ نی بہی لطف شاہی سی
بوسی ہر ایک کی جبین دی

کر کی اک اک کی حال سی پر شر
کی وہ بخشش جو تہا حق بخشش
تخت شاہی پہ جلوہ فرما ہو
سامنی لیکی بیٹہا ساتون کو

بزم آراستہ پہر ایسی کے
جم نی جو خواب مین نہ دیکہی تہی
تہا جو نعمان نوسی دور مدام
ساتہ ساتون کی چلے تہا جام

رانکی صحبت سی یون ہوا وہ شاد
جو نہ عیش گذشتہ آئی یاد
پہر نعمان کاروان کو بلا
آفرین یار کی ابد اوسکو کہا

ایسی خدمت کی تہا جو کچھ شایان
کی وہ بخشش کہ خوش ہوا نعمان

گلزار دوسرا تشریف لیجانا بہرام کا روز شنبہ گنبد مشکین مین اور عیش و نشاط کرنا اوسکا صنم ہندی کی ساتہ اور اوسکا گفتگو آئین مین

روز شنبہ ہوا جو غالیہ سا
شب کا بادہ بہری مشک گہسا

ارباب نشاط

پست ہمت ہیں یہ عالی ظرف
زال نے پایا وہ کہا کہ جو بن
ایسی اولاد سے سبھوں کو دی
پہ پلی یہ بہ ہر راحت ہیں
سختی اصلا نہیں اوٹھائی ہی
جو نہ ہو بھوک پیاس سی واقف
پیاد و نکا در وہ دکھ وہ کیا جانی
رنج جب تک نہ یہ اوٹھاوینگے
ہو غضبناک اور چین بہ جبین
پست ہمت ہیں اور دون خصلت
شہر کی باہر آؤ انکو نکال
جانی تینوں نکا پیادہ قافلہ دو
ہو کی منقاد وہ بحکم پدر
گئے بویرانہ کہ تا بادیے
ہمقدم آہ و ہم قدم بہ الم
ایک ایسی گئی نہ کوئی منزل
رہ نوردی کی تینوں نے طالب
یعنی اک زنگی سیہ چہرہ
کہ ادہر سی اودہر او دہر سی ادہر
آہ میرا ہوا ہی اونٹ اک گم
گو او نہوں نی نہ اونٹ دیکہا تہا
ایک بولا کہ راست بتلا نا
سن یہ دونوں نشان وہ دو لنگ
بولا ہان سچ ہی لیک یہ بہی تہا

خوب مطلب کا بوجھتی ہیں حرف
پہ قریب اوسکی ہی ہیں یہ ابن
دشمنوں اور دوستوں کو بھی
سایہ پرورد ناز و نعمت ہیں
پرورش گہر ہی میں پاتی ہی
بھوک کی کب ہو پیاس سی واقف
رہ نوردی کا دکھ وہ کیا جانی
رحم کب عاجزوں پہ کہاوینگی
کی ہر اک کو ہزار نفرین
خوب بدطالع اور زبون خلقت
لق و دق دشت میں نہیں ڈال دو
نہ سواری نہ زاد راحلہ دو
ہوتی تہا شہر بدر سی وہیں بدر
جادہ پیمای دشت بیداد ہی
رہروسہ کی طرح قدم بہ قدم
جسمیں کچہ تجربہ نہو حاصل
جاتی تہی ایک شہر کی جانب
بسکہ گردی وہ خو کردہ
صورت گرد باد خاک بسر
اگر یہو دیکہا تو جی تہا دو قدم
لیک کہتی تہی بسکہ ذہن رسا
جانب چپ سی اونٹ ہی کانا
بولا ہان جی ہی کانا ہی اور لنگ
دیکہی صاحب کہ ہی کیدہر وہ گیا
سمت کو سنتی ہی وہ بدخصلت

کینہ پرور نہیں ہیں سینہ صاف
ملکہ و روزہ کی لیتی اک باد
نہی طالع کہ یہ عقیدت کیش
سرد و گرم زمانہ سے آگاہ
نکلی جسکی نہیں ہوا سے بو
پیادہ پاتی کا جو اوٹہائی رنج
بادشاہی جو ہی شبانی خلق
اس لئے کی یہ شاہ نے تدبیر
اور کہا تینوں ہیں یہ نالایق
شکل سی انکی میں ہوا ہوں نفور
میری سرحد ملک میں زنہار
الغرض تینوں ماہ رشک بدر
نکلی نی زاد و راحلہ محزون
کہاتی رنج اور پیتی غم کا زہر
ہو کی سرحد خسروی سی بدر
واردات اک دن ہوئی یہ عجیب
ہوئی ظاہر یہ خوا بحق اللہ
راہ میں ہو گیا دو چار انسی
پہر کی ہر سو تہکا میں آوارہ
تہا اسکی چرا خدا دیگا
دیتی لاگی تہی وہ بت دیکہا
دوسری نی کہا کہ اہی لنگی
تیسری بولی اوہہا کہ ستاہی
تینوں نی ہاتہ اوٹہاکی یکباری
اشتر بی مہار کی صورت

لی ہی باہم یہ اور ولی خلاف
نہ لیں منگی یہ تینوں برخوردار
پیش ہیں ہینگی اور بال اندیش
نہیں مطلق یہ میری دولتخواہ
پہر کیا جانیگا یہ اسے وہ
اور سو طرح کا جو پاتی نہ رنج
بخدا ہی وہ پاسبانی خلق
یعنی غصہ میں آ بلا تاخیر
تیج انسی بہت ہوا ہیں دق
ہوں یہ کم بخت میری پاس سی دور
نہ ہیں گر یہیں تو ڈالو مار
مہر نورانی سپہر قدر
کرتی دل میں خیال گونا گون
پہرتی تہی گانو گانو شہر شہر
پہونچی بارے اک کشور دیگر
سنیو شاہا کہ سانحہ ہی عجیب
حکم میں جسکی ہی سپید و سیاہ
اور لگا کہنے آہ مار انسی
چارہ گر ہو کہ ہوں میں بیچارہ
اور یہ بندہ دعا جدا دیگا
اور کہنی وہ یوں لگی اوس سی
ایک پامین ہی اوسکی ہی لنگی
دانت ہی اوسکا ایک ٹوٹا ہی
سمت ہی وہی تہا یہ عیاری

بہشت
جنگل

لیتی لیتی لگا ہی وکہ بہری
وہ گیا او سطرف چلی یہ ادہر
چلتی چلتی بس تہکی ہی سخت
کہا نا کچہہ کہا کی سو گیا کوئی
آیا دوڑا ہوا انہونکی قریب
کیا کرون اور اب مین جاؤن کدہر
بولا اک اوسپر ای سنو دو عمل
تیسری نی کہا کہ وہ عورت
انکی ہی ہین سا سی ہو غافل
سچ ہی اور ہو گریبان گیر
سنکی لی لگاتی کہات
ہاتہہ سی انکی ہای رہگذری
دہنی باتین سی آئی جب مردم
نہ کہی جز بدی نکو سی کچہہ
جاؤ تم چارو بادشاہ کی پاس
یان لڑو جہگڑو مت وہین جاؤ
رو برو جا کی شاہ کی یکبار
تینونی سی پہر یہ بادشہ کی کہا
پہر جو اون سب مین تہا بڑا دانا
دی یہ اول دعا کہ دولت شاہ
ہم مسافر غریب گرد جہان
خبر تماشا و آزمایش کار
گذرے جس شہر اور دیار مین ہم
ناگہان یہ ستیزہ خو زنگی
ہنسنی کی سواہ ہنسی ہانکی گپ
مکر نی اس سی ہنسنی تہی لازم
پیرا جہنپا ہی کیا دروغ ہزار

اور انکی تہین دعا کرتے
کرتی صحرا کی سیر سر تا سر
دیکہکر ایک سایہ دار درخت
لنبا سبزی یہ ہو گیا کوئی
اور کہنی لگا کہ ہای عجب
اور وہ گم گشتہ آہ پاؤن کدہر
اک طرف روغن اک طرف ہی عسل
حاملہ بہی ہی ای نکو سیرت
یون یقینا کیا گمان باطل
یون لگا کرنی خر وہ شور و نفیر
پہرتی ہین ہر طرف یہ نت ہیہات
بچنی باقی نہین ہین ایک ذری
ہو گئی تب تو ہوش انکی گم
کوئی کچہہ بولتا تہا کوئی کچہہ
عدل پر اوسکی کام کی ہی اساس
راجہ جو کچہہ کہی وہی ہی نیاو
کہا زنگی نی الغیاث پکار
مدعی جہوٹہ یا ہی سچ کہتا
نسبت اورونکی تہا وہ فرزانا
رہیو باقی ہین تاکہ مہر و ماہ
آسمان کی طرح سی چرخ زنان
اور ہمکو غرض نہین زنہار
کسکی نظارہ وان سی کی تہی بہم
آیا با کاروان دلتنگی
اس سی ہنسنی کو ہمنی ہانکی گپ
واقعی ہنسنی کی تو ہین ہم
راست ہو جاتی ہنسکی آخر کار

دی بہی گو یہ کو کہ نکلی جل
تینون جاتی تہی خوشدل و خرم
اوسکی سایہ تلی کیا آرام
اتنی مین پہر وہ زنگی بدخو
آہ دوڑا پہرا مین چاپہ و کہوٹ
یہ ہنسوڑ اوسکو دیکہکر بیتاب
دوسری نی کہا کہ سن ای یار
سن یہ تینون نشان وہ نافہم
ہین یہ طرار و کیسہ بر قزاق
دوڑو لوگو کہ چور مین پایا
جسکا پاتی ہین یہ متاع و مال
سنکی اوسکی دوہائی اور چہیا
افکی واویلا کوئی نہ سنتا تہا
بات ٹہری غرض یہ آخر کار
ہی وہ حلال مشکلات انام
اسپر کر اتفاق اور ہو ہم
اور پہر ابتدا سے آخر تک
تب اونہون نی کہا کہ ہیچ پرست
نرم گفتار و چرب و شیرین گو
دوست ہون شاد اور عدو پامال
ایک دو سال سی بصد خواہش
تا نشیب و فراز دہر پلید
کشتی آب و دانہ آج ادہر
اشتر گم شدہ کا پوچہا سراغ
گرچہ دیکہا شتر نتہا ہمنی
منہہ سی بات اک نکل گئی تہی دو چار
دل مین کچہہ اور سوچ یہ لی پہر

دیکہین پہر او نسبت بیٹہی ہی پس
ہنستی اور کہیلتی قدم بقدم
ایک دو دم وہان لیا آرام
صورت گرد باد پہر ہر سو
پہر نہ پیرا طلا جہی کہین اونٹ
یون لگی کرنی ویسی پہر فریاد
ایک عورت ہی ہیگی او ہ بسوار
کچہہ کا کچہہ کر اوٹہا گمان و وہم
انکی ہاتہون سی ہی خراب آفاق
خوب انہون نی مجہی ہی دوڑایا
چہین لیتی ہین یکدم فی الحال
خلق چارون طرف سی دوڑ آئی
جسنی ہی کو سمجہتی تہی سچا
یان تو کہلتا نہین یہ کچہہ اسرار
اسکا حل اوسکی آگی ہی کیا کام
آتی خواہان حکم پیش حکم
کہہ سنائی وہ گفتگو یک یک
ہین بتاتی تہی یہ بیکم و کاست
اندہی باتونکی وہ بتالی کو
جاہ پیوند ی ہی غلام اقبال
کہاتی پہرتی ہین چار سو گردش
تجربہ نت کرین بوضع جدید
کہینچ لائی تہی شاہ دین پرور
بولی کچہہ ہم کہ تا ہو جاوی داغ
عقل سی پہر دیا بتا ہمنی
پا گئی وہ قضا سکار فروغ
ہو گیا بس ہمارا دامن گیر

ہمتو سب کہہ چکی جو کہنا تہا
سنکی یہ آگ بن گیا سلطان
حق جو تہی سو وہ کہہ چکی تم بات
گاہ ہوتا ہی است گوئی دروغ
اونٹ اور مال اسکا لا دو سب
دیکہو جبتک نہ اونٹ لاؤگی
سنتی تہفرین ہر ایک سی کم و بیش
رات یونہی گئی غرض وہ گذر
بختی روز پر ہو مہر سوار
پکڑی اک خارکش مہار اوسکی
مین گیا کوہ کی طرف جو گذار
دیا عورت نی جو نشان مجہی
خوش ہوا ساربان شتر پاکر
اور کی عرض کا ای شہ عادل
فضل شاہی سی مین نے سب پایا
بیگناہ ہونگی دنہی سی دکہہ درد
عذر کرنی لگا بصد الطاف
پہیر کہنی لگا یہ ہر اک سی
کیونکہ بن دیکہی ہوئی چیز نشان
اور کم و بیش کر بتاؤگے
پہیر اون مین سی ایک نیک نہاد
مین نی کو ریکا جو دیا تہا نشان
دوسری تہا اوس نی برخس و خار
دوسری نی کہا کہ شاہ جہان
تہا نہ بیوجہ بلکہ تہا یہ نشان
تیسری نی کہا یہ کہول کی دانت
دانت ٹوٹا جا لگا تہا پہات

عدل اب ہاتہہ آپکی ہیگا
گرم ہوکر کہا کہ ای نادان
اب نہوگا تدارک ما فات
نہین پاتا ہر اک دروغ فروغ
نہ بتاؤ اوڑان گہاتیان اب
قید سی مخلصی نہ پاؤگے
بہیجی زندان مین تینون یہ دلریش
اور ہونی لگی نمود سحر
جلوہ گر شرق سی ہوا اکبار
مع مال اور زن سوار اوسکی
اٹکی دیکہی بشاخ اسکی مہار
اور بتایا ترا مکان سبہی
اور دیا نقد کچہہ اوسی لاکر
اشتر گم شدہ گیا مجہی مل
قیدی اب ہون چہوڑانی کو آیا
کہینچی شہ نی جگر سے آہ سرد
اور کہا کیجئی خطا یہ معاف
تمنی بن دیکہی جو بتائی سبہی
ہی یہ حیرت کہ کیونکہ دی انسان
تو سزا اسکی دیکہو پاؤگے
بولا حق آپکو رکہی نت شاد
سنتی اسطور سی ہی اوسکا بیان
منہہ نہ ڈالا تہا راہ مین زنہار
پا ترا ہو بفرق تاجوران
کہ چلا تہا وہ ایک پاؤن کشلن
دانت اک کم تبایا تہا اس بہانت
ثابت اوسجا رہا تہا او نتا پات

کی نہ پہر شہ نی کچہہ کسو کا بین
پہلی تو راز دل زبان پر لائے
تیر جب شست سی ہای پای
جانی دو باتین اب بہت نہ بناؤ
چہوڑ دو چاپلوسی سالوس
سنتی ہی حکم شاہ عہد عس
کہتی آپسمین تہی یہ شور مچا
لیلی شب نی چڑہ ناقۂ ماہ
اشتر ساربان ہوا تہا جو گم
لاکی دروازی پہ ہوا حاضر
دیکہہ کر یہ درخت پر مین چڑہا
رہنمونی سی اوسکی ای بہائی
ہوگی ممنون اوسکا سرتاپا
مال و اسباب سب ملا مجہکو
اون بچارونکا کچہہ گناہ نہین
بندیخانی سی اونکی تینون بلوا
دلبری کرکے اور دلداری
مجہکو بہی تو کرو ٹک اوسی خبیر
کر درست اور راست بتلایا
سن نوازش کا وعدہ دانشور
روشنی پای چشم اہل یقین
شاخ و برگ اونٹ نی جو تہا کہایا
تیز تہی سی مین نی یہ جانا
مین نی جو اوسکو یہ دیا تہا پتا
دیکہہ یہ حال شاہ با فرہنگ
برگ و شاخ اونٹ نی جو کہایا تہا
برگ جب یون نظر پڑی مین

اور حقیقت کی دراپرسش
اب وہ کیونکر چہپی تہا مجہی یار
نہین ممکن کہ پہر پلٹ کر ای
لی گئی ہو جو کچہہ سو جلدی لاؤ
ورنہ کرتا ہون مین تمہین محجوب
لی گیا قیدخانی مشکین کس
ہم پہ ہوتی روشنی طبع بلا
لی سو ہی قیس مہر چہر سی راہ
جسکا احوال سن چکی ہو تم
اور کہا یون کہ کام کی خاطر
اور دی اونٹ کی مہار چہڑا
چیز تیری مین تجہکو پہنچائی
دوڑا خدمت مین بادشہ کی گیا
بیٹہی گہر لی طلب بلا مجہکو
آپ اب چہوڑ دیجی اونکی تینون
اور خجالت سی سر کو نیچی جہکا
خلعت ایک ایک کو دیا بہاری
اپنی اپنی سناکی تم تقریر
دونگا اور خلعت گران پایا
بادشہ کی ہوئی ثنا گستر
اور ہو کور دیدہ بد بین
اک ہی جانب مین وہ نظر آیا
کہ ہی لی شبہہ اونٹ یہ کانا
کہ ہی اونٹ ایک پاؤن سی لنگڑا
مین بتایا تہا اوسکی پا کا لنگ
نیم خوردہ اوسی مین پایا تہا
تب مین سمجہا کہ ایک دانت نہین

بیٹھا تھا ہر مین پی ہاتھا سزا
پھیر اوس نی نہ کچھ سنا نہ کہا
گئی تھی شب پردہ دار اپنی وطن
پوچھی تھا سبی حقیقت می
تھی فلانی نے وزیر کا جو باغ
کوی ہی باغ فی سنا لیکن
کیفیت جی کی سن کہانی رک
راست جو ہو سو دیجیو بتلا
دی بتا کچہ کا کچہ حیلہ و فن
کیا کرون عرض اپنی مجرم کا
کتنیا اک گھر مین دودہ والی تھی
پیکی جب دودہ بچہ وہ چھوٹا
دونو باتین ہوئین جیکہ درست
پوچھا خلوتین اوسکو لیجا کر
ای سزاوار دار و تیغ زنی
رعد جیسی کسی نہی جیخ و خروش
اس لوٹا پانی مین جیسا ہی غضب
کسکا مقدور اور سی یارا
اور کہا جچہ ہونہ استنے گرم
راستی سی نجات پاوی سگے
جیلی اوس نی کتنی ہزار ہزار
کھو سوی تھی وہ نیلی اور پیلی
کہنی ناگفتنی اگرچہ یہ بات
کہتی ناچار لیکن ای جانی
آہ افسوس ان گئی وہ گذر
اور شہ شیر گیر شاہ سوار
سوتی آرام سی اکیلی تھی

لیک دل ہو رہا تہا ہمن کی کباب
جا کی بستر پہ چپکی لیٹ گیا
پردہ در ہر روز ہوگیا روشن
سچ بتادی مجھی وہ کیسی ہے
وان کا انگور ہی قسم باباغ
اور واقف نہین ہین کچھ بن
دونو باتون مین پھر ہا کیا شک
ورنہ ہی تیغ اور تیرا گلا
پشک نز کو بنا ہی مشک ختن
بخش میرا گنہ شہ ابرار
مین بڑی محنتون سی پالی ہے
ہوگیا چکنا چور اور موٹا
پھر تفتیش سی یوں ہوست
سچ بتادی مرا ہی کون پدر
کسکی نطفی سی ہی تو مجکو جنی
غل مچانی لگی وہ کہا کر چونٹ
ہی تو بہتان لگاتا دی غضب
مختلط ہو یہ با تو ہی دار را
کر خدا سی وز الو اپنی شرم
جان ورنہ مفت جاوی گی
اور کتنی عذر سیکڑون اظہار
دیکھ کر تیغ پھر ہوی دہیلی
اپنی منہ سی کہون مین کیا ہیہات
ہی مثل یہ جو اسنے دیوالی
تہی تھی ناب سی نشاط اندر
کھیلنی کو کہین گیا تہا شکار
پاس باندی کوی سہیلی تھی

تہی نہ می ہر غم کی تہی وہ گہونٹ
جام مشکین شب گیا جب ٹوٹ
بادہ شب سی تہا جو شہ مخمور
عرض کی اوس نی یہ کہ شاہ غیور
ہو گئی مسمار ایسا گورستان
کوئی شی مین نہین ملالا یا
کی بلا کر شاہ نکو پھر تفتیش
بسکہ تہی اصل بد سی کی ناپاک
لیک وہ بشت سی جانکی ہو مدہوش
تہا وہ بچہ ابہی ہوا نہ بزرگ
اوسکی چہاتی سی مین نی اوسکو لگا
لایا مطبخ مین آپ کی اوسکو
آیا ناچار اپنی مان کی پاس
مطلبی نہ زادہ ہون کہ شہزادہ
بہار آدمی نے یہ سنکی امان کو
آہی بدبخت کیا تری شامت
کسکی ایسی مجال اور زہرہ
سنکی یہ بات شہ نی تیغ نکال
کردی ہو ہوشیار و بیچارہ سارا
راستی موجب رضای خدا است
تہو اپیش رفت حیلہ لیک
ہو گئی لاچار آخرش بولی
لیک ابتو جو ہی سچ ہے آہ
کیا جوانی کی وہ لوٹی کہتی
الغرض ایک دن مین بھی گیا تہی
بنگلی مین عیش باغ کی مین ٹہلی
وہ جوانیکی نیند اور وہ امنگ

پیتا ہر گہونٹ تہا گلی کو گہونٹ
گیا خمار مہ کا بہا نہ پہوٹ
جاہا اوسکا خمار ہووی دور
ہی بلا شک وہ بادہ انگور
تہی جہان لاکہون ہی گئی انسان
مین تو خالص شراب ہی ہی ملا
اور کہا مان نہ سوچہ کم و بیش
جاہا اوس نی کہ اوس ہی الحق
کہنی لاگا کہ شاہ عذر نہ ہوش
کہ گیا اوسکی ماں کو پہلا ڈاک کر کہ
کر کی سو سوجتن غرض پالا
اب جو چاہی سو کر تو مجرم کو
یعنی وین پا تو نی ماں کی پاس
بندہ تہا باپ یا کہ آزادہ
اور کہا جا کہ سب گریبان کو
جیسا رکہتا ہی کیسی تہمت
گھر مین جو شہ کی آتی لی پہرہ
رکہ دی اوسکی گلی پہ جس نی نکال
راستی مین نہین ہی جہنکارا
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست
کہا شاہ نی بیہ پیرا ایک
کہنی کو راز کی تہ بات کہلی
کرنا بیفایدہ بہ صد ہی آہ
اب بری اونکو پا سہلی کہتی
تہی تہی ناب سی نشاط اندر
بستہ گل پہنی ہار اور پہل
اور سونی کا وہ چھپر اور پلنگ

تھی ہین ایک مطلقی زادہ   تھا جو صد فتنگی کا آمادہ
گل گلزار باغ محبوبے   سرو نوخیز گلشن خوبے
کیا کہون خواب سی جگا مجکو   خواب کیسا دیکہا دیا مجکو
بہا گئی اوسکی آن کچہ دلمین   تہا ہامچ بسیان کچہ دلمین
پاس عصمت ہا نہ مطلق پاس   باغ شہوت کی گل کی سونگھی باس
ہوئی ہینی مین تخم افشانی   ثمر اوس تخم کا ہی تو جانے
ہو پشیمان اپنی پرسش سی   اور محجوب ایسی کاوش سی
پاس ہجانون کی چلا آیا   اور اون سی یہ آگی فرمایا
ایک چیز یہی یہ راز نہان   تم پہ کیونکر ہوئی ہو تو عیان
تمنی کسطور سی کیا ہے قیاس   مجسی کہدو تم اب بلا وسواس
می کی پینی سی چاہتی ہو ور   غم و رنج و الم ہون دل سی دور
صورت عیش او طرب ہی جو   غم جو دونا کری عجب ہی
غم ہی ازبسکہ آدمی کا خمیر   سمجہا مین اوسکی خونکی ہی تاثیر
دوسری نی کہا کہ مینی شراب   پیکی کہایا جو آگ اوٹہاکی کباب
رکہی کی خونکی اوسمین ہاتی بو   صاف پچہڑیکی خونکی آتی بو
تب تو دلکو ہوا مری یقین   شیر سگ سی ہی پالا اسکی تئین
جانگی گرامان پاؤن مین   تیسری بات کہ سناؤن مین
سطمین اوسنی ہو یہ بتلایا   کہ حضور مین جیسی ہون آیا
ایسا مین نی کوئی پایا نشان   جو نشان رکہتی ہینگی باجوران
دیگ اور ہانڈی چمچہ و کفگیر   سینکی و شوربا و نان و پنیر
کہتی لوگ سچ ہین یہ پچہلی   ہانڈی پن ہی جو چمچی مین نکلے
کب سزاوار ہی کاشا ہون کو   اور جہانگیر کج کلاہون کو
دم بخود رہ گیا یہ سنکر شاہ   سرکو نیچی جہکاکی بہرکر آہ
بہڑکی جب تک نہین غضب کی آگ   کہتی اپنی کہ یان سی جاوین بہاگ
آگی کیا جانی کب یہ لا ہین غضب   کرکے رسوا انچی کہا ہین غضب
کہینچی جلد اب نہین یہ فرصت   دیکھی اک وزیر ہی یہان مہلت
سوچ یہ دل مین اور ہو خندان   بولا اون سی کہ ای خجستہ زنان

تو بہ نخل زندگانی تہا   میوہ غور بس جوانی تہا
مین نی کہانا نہ تہا جو کچہ کہایا   لی کہ خوان طعام وان آیا
یعنی اوسدم ہوئی جو مین بیدار   اور دیکہا وہ سرو گل رخسار
تشنہ می سی تہی جو چور بنے   دلمین اوسدم ہوس کچہ اور تہی
مختلط اوس سی ہو گئی جہٹ پٹ   دونو آپس مین ہم ہوئی غٹ پٹ
سنکی خسرو ہوا یہ شرمندہ   ہو گیا زرد چہرہ تابندہ
متحیر حواس کہوئی ہوئے   اشک گلگون سی منہ کو دہوئی
تینون باتین تمہاری راست ہوئین   راست ہی پی کم اور کاست ہوئین
ظاہر اسمین کوئی دلیل نہین   کچہ بہی پہچان کی سبیل نہین
ایک بولا کہ مین نی پی جو مے   دیکہا تو غم فزود ہوتا ہی
غمکو لازم ہی می سی کم ہووے   نہ کہ افزود و سبلہ ہم ہووی
پوچہا اور ون سی بہی جو تہی حال   وہ بہی بولی کہ ہان فزون ہی ملال
ہی ملا اسمین آدمی کا خون   تب تو غم ہو گئی مبدم افزون
دلمین سوچ رش سی کچہ ہوئی پنہان   اور دہن سی ہوا لعاب روان
دیکہا جو کری استخوان کو غور   جیسی کتی کی ہڈی کی تہی طور
تیسری نی کہا بہ صد منت   دونو باتین تو سن چکی حضرت
کہای شہ نی مغلظہ سوگند   دو نکالا نہار کچہ تجہی نہ گزند
قول و فعل آپکا مین ہو ستا   تہا کب امتحان یہ تہا کستا
جبکہ مین نی یہ امتحان سخن   نہ سنا غیر آتش و نان سخن
تذکرہ بس انہین کا رو شنا   سنکی ہر بار مین نی سمجہا تہا
تذکرہ کہانی اور کہلانی کا   قلیہ و قورما پکانی کا
تب تو بیشک ہوا یقین ضمیر   یعنی حضرت کا ہی خمیر خمیر
اور دلمین کہا کہ شاہ ہونکا   کام نہین قلیہ پکنا ہونکا
ورنہ کیا جانی آگی کیا ہووی   خون مجہ سی نہ تینونکا ہووی
انکی صورت نظر جب آویگی   آتش خشم سر اوٹہا دیگی
تا نہ افشا کرین یہان یہ راز   دوست دشمن سی ہونگی ہم آواز
مغتنم یہ تمہاری صحبت ہی   ہوتی ہر دم حصول حکمت ہی

اورین تھی بہاری انس پر
دلکو فرقت کی ہونیکا غم ہے
رکھتی پانی کی تم ہو خاصیت
بند ہوتا ہی جبکہ آب لطیف
کردیا ترا دو مراحلہ طیار
طی کنان راہ کو مطالع سعد
جیسی تقدنی اونکی پہیری ان
مان بہن کو ملی دلی راحت
تہوڑی دن مین ادا و دکین دربر
شادیانی طرب کی بجنی لگے
کوی لیتی بلائین آتی تہے
تیل و ماش اور تلی کوی لاتی
ناچ اور رنگ بس لگا ہونی
دیکہی بیٹی جو اپنی یوسف چہر
اس لئی اوسنی بیٹو نکا سامان
رنگ مشکین ہی اونکی بہتر
گرنہ ظلمت مین آبحیوان ہو
شب جو ظلمت مین خوبی آفاق ہو
دلکشی مین نہو وین کیون یکتا
جبکہ یہ داستان مشکین ہو

آج لیتا ہی کون دستور
مغتنم ہی یہ دیدہ جو وہم ہی
بند کرنا ہی دور او حکمت
صاف ہو جای ہی غلیظ و کثیف
دی سو سو ہر ایک کو دینار
گہر مین آ پہونچی تہوڑی دنکی بعد
پہیری یون ہی وہ میرتی کی دن
دلکو ہر ایک کی ملی راحت
بچہی بچہا بساط سور و سرور
سرو پا چہوٹی اور بڑی کو ملی
کوی دیتی دعائین جاتی تہی
پوچہتی کہین سی کوئی خبر آئی
درد و غم جا کی چہپ گیا کونی
پدری ایسی آئی جوش مین پہر
کیا مشکین بشکل زلف بتان
مردم دیدہ پیکر و نہ منظر
تو ہو جان بخش کسطرح سی وہ
سبب راحت خدائق ہے
مشک اذفر سا رنگ ہی انکا
کہ یکی نازنین مشکین بو

لسی سو فائدے ہوی حاصل
پس ہو سیاح تم جہان نورد
پانی رہتا ہی جیسا ملک جاری
عذر یون کر کی اور منگا خلعت
تینون خوشحال خسرو خندان
انگریا ور و پدر سے ملے
جسطرح اونکی بچہڑی آن ملے
تتین مان نی جو جو مانی تہین
پوڑیان دونا دی کیا کونڈا
سب کو حاصل ہوئی جو فرصت تہی
صدقی ہوتی تہی ڈرکر کوئی
گوہر و زر نثار ہونی لگے
پیر کنعان کی شکل باپ اونکا
ملی بیناتی انکہڑیون کی تہکین
تاج و تخت و لوا نشان علم
کر سیہ مست ہین یہ متوالی
ماہ کا چہرہ ہو نہ نور اسنے
خال مشکین عنبرین مویان
کیون نہ ہت ہنہیا ہون خوشرنگ
شاہ بہرام سو رہا جہٹ پٹ

لاکہون ہی قاعدی طی حاصل
گرزمین گاہ آسمان نورد
ہین گی وسمین لطافتین سارے
دیکی اون تینونکو کیا رخصت
اپنی گہر کو چلی وہ شکر کنان
پدر پیر موذہ گر سے ملے
یون ہی سبکی ملی حق بچہڑی
نذرین پیر ونکی جو جو ٹہانی تہین
پیر دیدار کا دیا کونڈا
کہین مبارک کہین سلامت تہی
واری جاتی تہی آ آ ہر کوئی
زر بسر ون پر فقیر ڈہونی لگی
روتی روتی ہوا تہا نابینا
ہوتی کافوری ہو گئی مشکیز
مشک سا کردیا سیہ وسی دم
خوش طلعت سیہ سی مست والی
آئی جب تاکہ شام ظلمانی
زلف و گیسو و چہرہ مہ رویان
خال ہندو ہی انکا مشکین رنگ
ماہ مشکین لباس ساتہ لپٹ

گلزار تسیر التشریف لیجانا بہرام کا روز یکشنبہ گنبد زعفرانی مین اور ساتہ صنم نیمروزی کی تمام روز عیش کر مشغول ہونا رات کو کہانی کہنا

روز یکشنبہ کی ہوئی جو سحر
صورت مہر چست اور چالاک
تہی جو خورشید نیمروزی وہ آن
اوسنی دیکہا جو شاہ کو آتی

مہر دیدار شاہ نیک اختر
زعفرانی پہن کی سب پوشاک
نور سی روشن اوسکی تہا وہ مکان
اور تشریف اسطرف لاتی

یعنی بہرام گور کیوان جاہ
زعفرانی نشاط کر حاصل
پہنی پیرزر سنہری رنگ لباس
اوٹہہ کی اپنی مکان سی باصد ناز

سہ خدم خور علم نجم سپاہ
گنبد زرد مین ہوا داخل
شہ یک تہا کہ او حسینت ننشان لباس
عشوہ و پرداز اور کرشمہ ساز

آئی اس چال سی کہ میں بیدام — ہوگیا پایمال طرز خرام
سامنے لا اپنی تخت پہ بٹھلا — شیشہ و جام و بادہ لا کے رکھا

سامنے جب وہ عشوہ گر آئی — بس چکا چوندھ میں نظر آئی
رہی تا شام یوں ہی محفل گرم — گاہ شوخی سے گہہ ادا گہہ شرم

نقل و مے اگ بنگ شعر و کلام
آیا محفل سے اوٹہ کی خلوت میں
جسکی سن نے سے نیند آجاوے
کوکب جاہ و نیر اقبال

ان سوا تہا نہ اور شی کا نام
کا لگی تا رات خواب راحت مین
خواب تک اپنا منہ کہا جاوے
رہیو تا بندہ تا ہزاران سال
پر ہی مرضی مین ہی ہوں لاچار

آئی جب بات تب وہ ماہ منیر
لیٹ بستر پہ نازنین سی کہا
گہن مین جاز پر جو جبین
کرنی یک بیک گرچہ اب تقصیر
خوب کرتی ہون قصہ اک اظہار

یعنی بہرام شاہ عالم گیر
کہ کوئی قصہ نشاط افزا
بولی ای بادشاہ روی زمین
پاس آداب سی بہت ہی دور

افسانہ کہنا اوس صنم زعفرانی پوش کا رنگین سالن سی اور زعفران زار دکہلانا بہرام کو اس کہانی سی

جہوٹ سچ سی بگردن راوی
صنعت زرگری مین تہا یکتا
اوسکی صنعت کو دیکہکر استاد
وہ انہو تہی نکالی تہا لب اوکت
پیتل اک دن گداز کر کتی مین
رکہی پاؤن مین ایسی کچہ گردش
بیڑی در کار اوسی گشہ بندن
تہا سبک وہ یون باسانی
جب وہ انکس نہ کہا خوش رفتار
تہا ہر اک عیب سی غرض وہ بری
ڈال گردن مین اک کلاوا لا
دیکہکر شاہ ہوگیا حیران
اور خالص ہزار من دی زر
گرچہ انعام خوب سا لینا
کمر سی اوسنی باندہی چست
کہتی شان و شکوہ اوسکی کیا
دیکہ گجباگر اوسکی ہر اک آن
دیکہ صنعت پہ پر تر از مقیاس
دیکہ ہاتہی کی شاہ نی سج دہج
پہرکی چار وطرف پہر آیا گہر
جو کوئی دیکہتا تہا حیران تہا

پہر کہانی ہی یون یہ بہنی سی
نہ جہان مین کوئی نظیر اوسکا
کرتی تہی صنعتین خدا کی یاد
ہوتی حیران سب اوسکی دیکہ گرہت
اور کرکے ہزار رنگ جتن
کہ چلی ہر طرف وہ بیکوشش
مانگی چارا نہ راتب اک دومن
کہ نہ ہلتا تہا پیٹ کا پانی
بور سی بہ دار اوسی کو کیا درکار
کہتی در کار وہٹ نہ چہنہ بری
دی سری ہاتہی پہ مغرق ڈال
واہ وا کی بصد ہزار زبان
بولا ای اوستاد جادوگر
خوب تراس سی ہی بنا و بنا
اور کرنی لگا وہ فیل درست
پیل چرخ اوسکی آگی تہا پاٹہا
ماہ نو قوس چرخ تہی قربان
خوش ہوا خوب شاہ قدر شناس
پیار سی نام رکہا گنجن گج
چڑہتا پہرتا اوسی پہ تہا اکثر
ہر اک انگشت زیر دندان تہا

کہ خراسان مین پیشانین گئی سالا
حسن مین رشک مہر و نام حسن
سونی روپی کی چیز جو طیار
غرب سی شرق تک تہا اوسکا نام
طرفہ ہاتہی بنایا کوہ شکوہ
کچہ نہ کہانی پیتی نہ ہو بیمار
چلنی مین ہی جہول اور پایل
مانند گی اوسکی ہو نہ آپا بوس
کہنا سم حاجت اوسکو نہ ہر سیل
کرکی نقش و نگار مستک پر
بادشہ کی حضور اوسی لایا
قدر دانی کی سج اہ سی فی الحال
ایسا ہی سونیکا بنا دی پیل
لی گیا اپنی گہر حسن سونا
کوشش روز و شب مین دیکہا
کوہ رفعت بنا بڑا انجل
لی گیا کرکے نقش اور نگار
دست مزد اوسکا دی بصد اکرام
پہیر اوسپر ہوا دہین وہ سوار
یہ تماشا جو اک عجایب تہا
جتنی تہی وستکار صنعت ساز

تہا بعمو نار ایک باکمال جمال
تہا حسن کا ہر ایک کام حسن
کرتا نازک وہ سادہ و پرکار
سادہ کاری مین تہا وہ شہرہ عام
دیکہ جسکی شکوہ دب گئی کوہ
نہ کہٹا سی کہی کہنی ہنہار
ایک ٹہوکر نہ لی بصد منزل
جاؤ اوسپہ چڑہی ہزار دن گوہر
نہ اکہڑا سنی کہی نہ ریل
بیٹہ پہ جہول ڈال اک پرزر
چلتا پہرتا پہر اوسکو دکہلایا
بخشا اوسکی تیئین کچہ نقد اور مال
جلد سی پہلی اپنا کر کچہ ڈہیل
سنفت پایا ہزار من سونا
ہاتہی ایسا بنا کہ واہ جی واہ
بچہ تہا جسکی آگی ل بادل
شاہ کی روبرو وہ سادہ فنکار
چار من زر دیا اوسی انعام
اور چلنی لگا وہ خوش رفتار
شہر مین اوسکا پڑگیا شہرا
کچہ نہ کہلتا تہا اوسکا اوچہر پرداز

نو غض کرتی ہین تہا او نہین قصور
دل ہی مین پیچ و تاب کہاتی تہی
نیش عقرب نہ اتنی کہین سہتا
ہاتہی ایسا اگر پہناتے تہم
آتش رشک سی سدا جلتا
بعد صد فکر و غور تحقیق
مفت کا یہ جو پایا ہی سوتا
فہم وان تک رسائی نہین پاتا
ہاتہ آیا ہی رشتہ سر در گم
شہ سی جا کر یہ گر کرون اظہار
شہ اگر تو لنی پہ آوے یکا
چال اب سوجہنی کوئی تازی
اگر کرون مین بساط یہ کوتاہ
کیا مین تدبیر اب کرون پیدا
ایسی حرفت کی کہتی کچہ بات
اپنی جورو کو اوسکی بہیجا گہر
آشنا جبکہ اہل خانہ ہوئی
تحفہ سوغات بازی ہر اک دم
ہوتی آپسمین روز راز و نیاز
اپنی عورت کی تہین مکر و فسون
گر کی سو رنگ سی فسون سازی
وہ جو اہی کہان اب ایسا پیل
کسکی قدرت بنائی پیل ایسا
تو تہی یعنی پیل یہ کیونکر
باتین یہ کسکی لا پہر اس ڈہب پر
سنکی یہ بات وہ زن غدار
واری قربان جادو گانا پہ

لیک ہیجان فہم ہی تہی دور
دیتی کا رکن نہ داون پاتی تہی
مقتضای طبیعتش اینست
زر حسن کی طرح سی پاتی ہم
دست افسوس جیون مگس ملتا
ہزاران تلاش و زعم دقیق
کہتی سو من اوڑا یاسے سونا
نہین میزان عقل مین آتا
گیا ہاتہی نکل ہی اسکی دم
شہ گلا دیگا فیل وہ زر خوار
یہ ترازو یکب سماوے کا
مات ہو جای تا کہ یہ بازی
جاتا ہی باہی خزانہ شاہ
اکہنا مشکل نہ کہنا ہی مشکل
سیکہتی تہا حسن ہیئی زن کی بات
ساتہ سوغات خوبیسی دیکر
ایک کی دوسری دوگانہ ہوئی
ہوئی دونو کی نت لگی باہم
رہتی پنہان نہ ہمدگر کچہ راز
حرف مطلب لگا پڑہانی یون
کیجیو آخر یہ نکتہ پردازی
بولون کوہ روان کہون یا پیل
دخل کیا ہی کہ بن سکی ویسا
اسمین حیران سبہی ہین المشہور
کہ وہ شوہر سی سیکہ لی یہ ہنر
زال دنیا سی ہی سوا مکار
لیکی جٹ پٹ بلا تین سر تا سر

حاسدون کی حسد نی از جوش
کیا وہ باقی حسد سی آہ خلاص
اس لئی کر رہی تہی لیش و داون
ایک موہی جو تہا بڑا پر فن
دہیان اوسکو یہی تہا صبح و شام
دل مین سوچا یہ اپنی وہ مرد کہ
لیک اوسکا ہی تو لنا دشوار
سخ کدہر اسپ فکر کا موڑون
دم ہی اسکی گر اب نکل جاوی
شہ کو گر تول کی نہ چال بتاون
اسکی منصوبی مین ہی رخ لجلاج
ایسی شاطر سی گر مین دل افسرد
ہار کر یہ چہوڑون فکر دقیق
سوچ مین پہر گیا وہ دون خصلت
بسکہ تہا سخت مفتری پیشہ
ربط تا زوجہ حسن سی کری
ہوتی آپسمین پیچ و تاب سخن
کر کی بازار آشنائی گرم
ربط جب ہو چکا یہ خاطر خواہ
اپکی جو تو حسن کی گہر جانا
ہی بنایا حسن نی جو ہاتہی
پیل و سکو کہون کہ کوہ زر
پیل تو کیا بنای کا کوئے
تجہ حسن کہون اسکو تول سکی
کہ جو کوی چاہتی زن اوسکا پاپا
کر نہ ہرگز درنگ ایک دم تجہی
تب تہی باتین وہ بنانی لگی

خار خار حسد سی تہی بخروش
ہی مثل قاص لایحب القاص
ہاتہی کی پاؤن مین سی سکا پاون
فتنہ گر حیلہ ساز اور بد ظن
کیونکہ دیکہی حسن کو اب الزام
کم ہی یہ پیل وزن مین بیشک
اور یہ عقدہ ہی کہولنا دشوار
پیل پہ حسن کو جو توڑ ون
پاکی شہ سی مات وہ کہاوی
ہی یہ خطرہ نہ شہ رخا مین کہاون
بازی ہی کشت و زن کی محتاج
رہون قائم یہی تہا بڑی ہی برد
تو شطرنج مین سوچنا غریب
اور ٹہرائی دل مین یہ حکمت
دل مین ٹہرایا سبق اندیشہ
آشنا اوسکو مکر و فن سیکہی
یہ زنا خی کہی کہی وہ بہن
دل کیا زوجہ حسن کا نرم
اوسکا شوہر وہ آب بیرکاہ
اور اکیلا دو گانہ کو پانا
اوسکا آفاق مین نہین ساتہی
کب فیع ایسی تہی شکوہ زر
یہ تو تیلائی اب بہلا کوی
منہ ہی کیا جو کرے یہ کہول سکی
پیل کیونکر ترازو مین وہ سمای
جلد کہہ مین حسن کی جا دیکہی
اید ہر اودہر کی قصی لانی لگی

لاتی اسکو ہب پر اوسکے آخرکار
گہر مین دوکان سی حسن آیا
باتین جورو خصم مین ہونی لگین
ای مین قربان جاؤن تیری پر
تیرا شہرہ ہوا ہر دم و شام
اپنی ہم پیشہ جتنی ہین عورات
جسقدر ہو حصول تجکو فضل
سر سی تا پا جو دیکہ جاتی ہون
کام جسکا اوسیکو چہاجی ہی
ہی بنایا یہ تین جو پیل شگرف
کہ شکست اور اوس مین نقص نہ آئی
جانتا ہی تو دی بتا مجکو
یاد ہین صنعتین ہزارون اور
ایک ظاہر نہین ہی کہتا ہون
تجپہ کہاتی حسد ہین یہ بکمال
بولی عورت کہ سچ کہا تو نی
کس مین مقدور ہی اب اتنا آپہ
تاہم اتنی حذر ہی بہتر ہے
بولا ہی واقعی تو محرم راز
راز پوشی محال ہی ان سی
نہین ممکن کہ سر کسی عنوان
ہون سدا اسی مین محرم راز
اب چہپاتا ہی کہون ہی کیا باعث
جان سی اپنی جب مین ہو ہو تنگ
ہٹہ لگی کرنی اور رہٹ بیٹہی
کچہ نہ بن آئی بن بتانی کے
عہد زن نی کیا یہ کہا سوگند

سیکہی شوہر سی وزن کا مجلد
ہاتہ منہ دہو کی کہانا کچہ کہایا
کہین کچہ اسنی اور کچہ اوسنی کہین
آج سمجہا ہی کون اہل ہنر
کیون نہو ہی مثل یہ شہرۂ عالم
فخر او نہ کر دن ہون مین دن رات
او نہ نا ہو ہمسرت یہ مجکو فضل
ہر جگہ دلکش اوسکی پاتی ہون
کری کوی اور تو ٹہینگا پاچی ہے
ہوا جیسین ہے ہزار من زر صرف
بلکہ ثابت ترازو مین وہ سمائے
تا خوشی دلکو میری دونی ہو
ہی بہت سہل توڑ لینی کا طور
کیونکہ ان حاسدون سی ڈرتا ہون
جان ہی انکی ہاتہ سی ہی محال
واقعی ہین یہ بدظن اور کہونی
لی چہ ہاتہی سے آنکہ ٹکر
موذیون سی حذر ہی بہتر ہی
تجہ سوا کون ہی مراد مساز
راز کو تنہ وال ہی ان سی
شاہ رکہی ہے زیر سی پنہان
شادی و غم مین نت رہی دمساز
کچہ تو مجکو بہلا بتا باعث
تب کہون نکتہ مین یہ تر سیا نہ
ماش کی آتی کی طرح اینٹہے
بس چلا بس نہ جز سکہانے کے
کہ در راز کو رکہونگی بند

شام کو جبکہ پہر پیل فلک
لیٹا جب پہر خواب بستر پر
کر کی سو سو طرح سی پیار اور چوز
سب ہنر پیشونکا ہی تو استاد
پہرسی ہاتہی اگرچہ کاتونکا تون
مردون پر پیشی جبکہ ہو تجکو
پیل زرین کی کچ تین ہی روا
ڈہالو سونیکا ہاتہی ایسا سڈول
لیک دل مین ہی اک یہی خلجان
سب طرح سی وہ فیل بہتر ہے
ہی بناوٹ انوکہی اوسکی سب
تب حسن نی کہا کہ ای جانی
لیک حاسد ہم مین جو قدرشناس
دشمنی پیشہ ہین یہ ہم پیشہ
دہیان ہی پس یہ انکو صبح و شام
ہہ از اونسی چہپانا بہتر ہے
سو یہ جو تیری کون آویکا
مجسی پر بہید کر چہپاویکا
پر تو عورت ہی اور پر عورت
بولی عورت کہ ای احمق اسیر
نہ کسی سی جو چاہئے کہنا
تو جو دیتا نہ بہید سب بتلا
تب حسن نی کہا کہ سن ای جان
مرد پر تہی بس وہ زن غالب
حسن از بس مطیع فرمان تہا
بولا اس شرط سی بتاتین ہم
نہ کلید زبان مروڑ و سنگی

ماہ نو کی لی رات آتی کچہ
لیٹی خاتون یہ پہلوی شوہر
لگی کہنی وہ شمع دل افروز
پائی بازار نی سبہونکی کساد
جسکا ہاتہی ہی ہی اوسیکا نانون
مجکو تو قیمت اسکے کیونکہ نہو
سحر اسکو کہون ہین یا اعجاز
جز تری کیا بتاوی کوی لا حول
پہانس سی کہٹکی ہی ایک زن نا
وزن کا ایک بلور کینہ کری ہی
اوس سی جیج ہی نہ زنکا پردہ
یاد لاکہون ہنر مین پہنانی
اور انصاف سی ہی مین نا سپاس
انکا ہی میری دل مین اندیشہ
ناتوان ہین یہ دین مجہی الزام
انکو بتانا بہتر ہے
اگنی ہاتہی سی کون کہا دیکا
تو بتا پہر کسنی بتا دیکا
ناقص العقل اور ہی دون فطرت
جورو کہلاتی ہی خصم کی وزیر
جورو سی سو وہ چاہی کہنا
بین قی افشا کبہی وہ کب بتلا
لائق اسکو چہپانی ہی کی جان
ہوی لڑنی جہگڑنی کی طالب
عاشق اوس فتنہ پر بہید جان تہا
نہ کہونگی کسی سی کہانا قسم
قفل اس بہید کا نہ توڑونگی
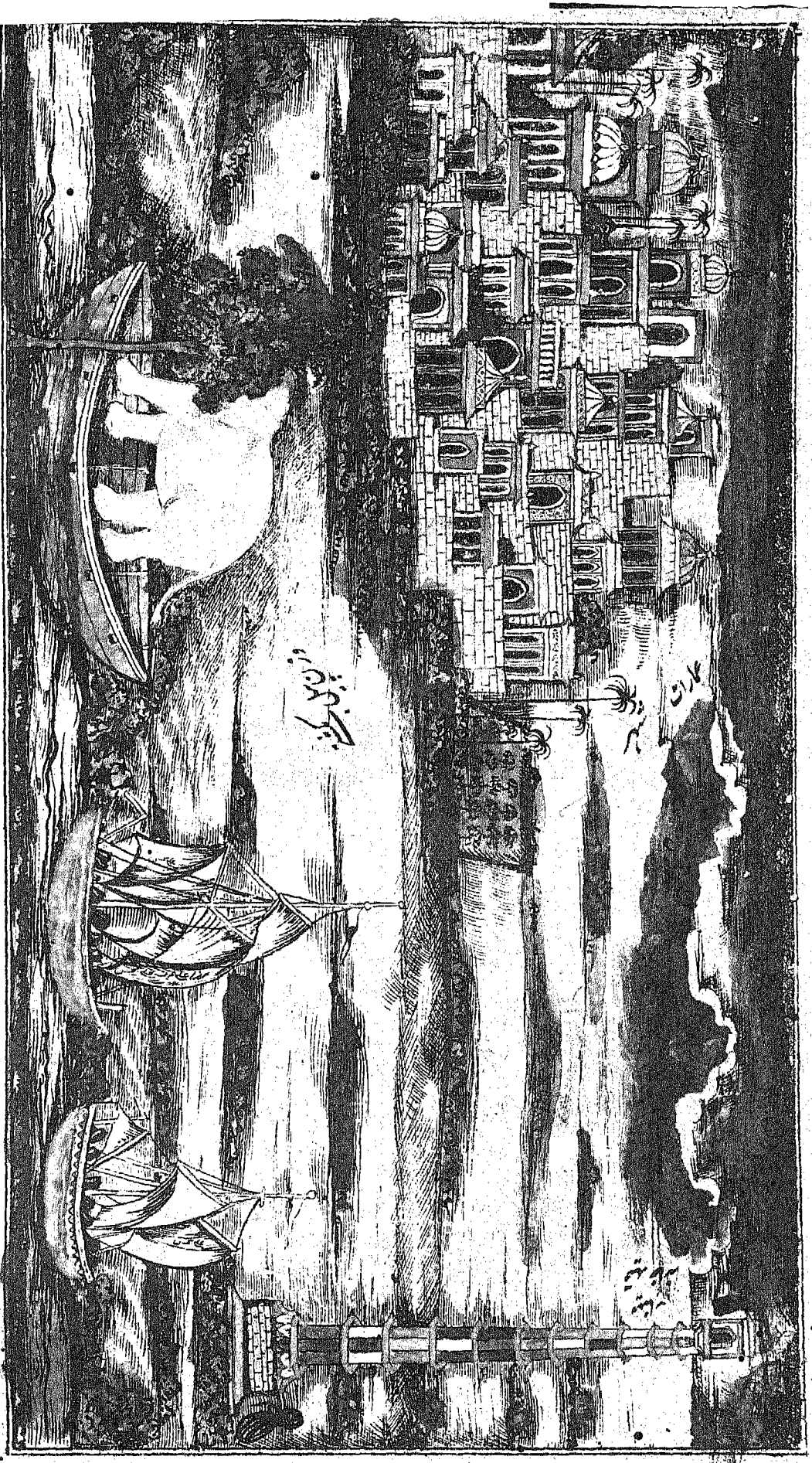
تب حسن نے کہا کہ ٹک غور
پانی جس گھاٹ مین کہ گہرا ہو
غرق پانی مین کشتی جتنی ہو
ڈوبی جسدم نشان تک کشتی
اینٹ پتہر کا ہو ویگا جو وزن
سنی کہ بانو نے جو یہ حکمت
کیا ہنر ہی یہ چشم بد مین دور
زرگر چرخ نے بوقت پگاہ
گرگئی گہڑیان لگا وہ گرما گرم
کام ہوگیا سنار کا لوگو
لین بلا تین دوگانہ کی یکبار
لگی کرنے بنابت باتین
گفتگو شب کی سب بیان کردی
میزبان سادہ میہمان طرار
ہر طرح سی اوڑالی وہ بہی گہات
شوہر فتنہ گر سی سارا احوال
اور بولا کہ ای شہ مغبون
حکم گر ہو تو تول دکہلاؤن
کیونکہ تہا بنا ہی تہا نہ حسن
کہ تو چوریگا کیونکہ تہمت دون
گر ہو کم تو سمجہی زر اوس سی پہر
شاہ بولا یہ ایسی تحفہ چیز
بولا مین طرز وہ نکالونگا
پائی شہ نے جو طرز سنجیدہ
آئی سب کار کن لب دریا
جب ہوا سنگ نو سو من
بات سلطان نے یہ حسن سی کہی

وزن کرنیکا اسطرح ہی طور
لا کی استادہ وان کرین اوسکو
کر کہین کچہ نشان اوس جا کو
بس کرین تول ہو چکی پوری
ہوگا بی شبہہ پیل کا وہ وزن
ہوگئی غرق لجہ حیرت
کیون نہ ہو چشمون پر ہو تجکو غرور
زر خور کو دی پہنچ خاطر خواہ
آتش آفتاب مین کر نرم
گھڑ لہی کچہ اوسنواریتی بولو
کی ہم چاہ پیار کی گفتار
یو چہین اوس سی کہلا کہلا باتین
وزن کی بات پر نہان کہی
لا ہی اس ڈہب پر آخر اوسکو وہ تا
وزن کی جو چہپا رکہی تہی بات
کہہ دیا اوسنی انکو فی الحال
غلبن حضرت سی کیا حسن کا کہون
کہی بیٹہی سب اوسکی بتلاؤن
بلکہ مشرف بہی تہی یہان کتنی تر
ناحق اوسپہ گمان بد کرلین
ورنہ گردن ہی میری اور شمشیر
توڑون کسطور مین بتا تو نخیر
یعنی لی توڑ ہی تول ڈالونگا
آئی اوسکو بہت پسندیدہ
اور حسن کو وہان بولا بہیجا
نکلا سو من کا وزن تب تو حسن
اسی کیا کہتی ہین کہ تو سہی

یعنی اک کشتی لال اسا
ہاتہی کو پہر چڑہا ہین کشتی مین
ہاتہی پہر کشتی پر سی ہوبن اوتار
سنگ و خشت اوس سی پہر لیجو وہ نکال
جب گیا اسطرح سی ہاتہی تل
کرکے تخمین اوچہل پڑی یکبار
دونو پہر کرکی کام دل خوشحال
لی کہٹالی مین دونکی ڈال دیا
گہر سی کہتا حسن دو دوکانکو چلا
آئی کہ بانو اوٹہ کی مہمان پاس
تہی دوگانہ جو آفت دوران
ہتہنی ان سادہ کار جو سادہ
کرتی جال وہ میہمان شریر
معتمد بن گئی وہ پرنیرنگ
ہاتہ میزان وزن کی لاکر
بانٹ جب اوسنی وزن کا پایا
پیل زر مین جو اوسنی بہی گہڑیا
بادشہ نی کہا نہ کر بہتان
اور سوا اونکی تہی این کئی
بولا پہر وہ زمین ادب کی چوم
دل مین شاہا کچہ اپنی مت لا شک
گر نہ توڑون درست رہنی دون
تہا اوڑایا جو تولنی کا ڈہب
شہ نی لوگونکو یہ دیا فرمان
تولا میزان کشتی مین پہر فیل
کسکی مشکلین حسن کی پہر تو شتاب
کی حسن نی یہ عرض ہوکی دلیر

کرین جو صبح اب جلوہ طلب
اور اسکا لحاظ خوب کہین
اور کرین سنگ و خشت ہمین بار
اور لین تول اسکو بس فی الحال
کہی بیٹہی جا لگی سب کہیل
اور کہی آفرین پکار پکار
سو ہی یکبارگی کلی سی کہل
ساعتون کی جہک یہ سادہ لیا
چہاپ چہلا انگوٹہی لیکو گہڑا
جسکی تہی مکر و مدعی پر اساس
کہول مکر و فسون پہ اوسنی زبان
ہو گئی کہنی پہ سر کے آمادہ
رہ گئی بس خموش جیون تصویر
یان تلک جو لگا پسیجنی سنگ
ہو کی رخصت پہر آگئی اپنی گہر
دوڑا خدمت مین شاہ کی آیا
وزن مین کم ہی فیل دیکہیگا
وزن کو کہتا اوسی نہین شایان
تہی نگہبان تیز بین سبکی
وزن کر دیکہو تا ہو سب معلوم
پیل کم ہی یہ وزن مین لاشک
تو بہلا اسکو کسطرح تولون
کہہ سنایا وہ اوسنی شہ کو سبہی
تول لین کشتی کی بنا میزان
وزن کرنیکی جسطرح تہی سبیل
سو خبر لیکی سی لائی شہ کی قریب
نہین چوری سی کی یہ ہیرا اوتر

اور سنا اصلی تہی کہ مرد و زری
کیونکہ آئی کا نہیں سکو یقین
گر گیا سو ہین اب ہزار سی زر
یہ بہی مرضی ہو تو اپنا نزد
خالصی جب اکا حسن کا گہر
ایک سوکن کا تہا اسنار بلند
شکل ناسور کہنہ اوسکا ڈہنگ
بادشہ جیسے خشمگین ہوتا
جس کرنا وان تہا گو جیا
کرکے دروازہ کلان تنہا
نہ کوئی یار نہ رفیق وہان
تہی وہ حالت کہ جیسی کوئی مسکوت
بن نہ آتی تہی ہائی کوئی کلا
گرنا پڑتا ہوا بحال تباہ
ہو پریشان اور گریبان چاک
آگئی جب پاس تب حسن نی کہا
آہ و زاری بحر شکیبا ہو
نظر آتی نہیں بہا لسے ہائی
پر نہ اتنا بہی آہ تو گہبرا
جلد جا شہر کو اوٹہائی قدم
زنکو وانا ہی اوسکی تہی معلوم
دم بخود اولٹی پاؤن شہر کو آئی
جیو ٹتی یہ میل پر جو ہی چڑہتی
شاید آ پہونچی فند آشفتہ
اسنی وہ ہی کیا جو اوسنی کہا
جون ہی بیٹہا وہ تار عزنی تک
سو رہی سو کو سی کچہ فزون طول

پاس جہصر کسی تہی میں پو
چڑہ رہی سب کہنگی سیری تین
کہیچ صنعت حسن پنظر
لومنگا سب ہراہی بیری گہر
ایسی مرضی سنا کی دینے پر
نہ دیا ان لک سکی جہان نہ کنہ
یعنی نیچی فراخ اوپر تنگ
قید وہ شخص تہا وہین ہوتا
پر حسن کو بہی پا وہین بہیجا
غرفہ اوپر کا پہر کہلا رکہا
نہ رہائی کا کچہ طریق جہان
چیتی جا کر یہ قبر وہ مبہوت
تہا غرض سہ بدار ہ مرگ چڑہا
اٹہی بہی اسطرف کو پہرتا آہ
ڈالتی سر پہ ہر قدم ہی خاک
اپنی بیصبری کس لیتی ہی بتا
تا مرا غم نہ اور دونا ہو
مرگ ہی مرگ تو دیہی دکہائی
مت بنا انکو تو بیصبرا
بیکی گرد اور یہ بہر ریشم
جانتی ہی کہ شوہر مظلوم
ریشم اور گرہ جز نہ کردہ لائی
گرہ وہ کچہ آدی اوسکو پہر جلدی
ہاتہ تک ہیری وہ سر رشتہ
اور چیونٹا وہ لیکی تار چڑہا
چیونٹی سی جب لیا حسن نی اوسکو
کم ہوتا کہ ہو یہ کام حصول

زر یہ چیو سلی اوڑ ایا تہا
معترف اتہو میں ہون خو قصور
یا سمجہ اپنی جان من سے زکات
شہ نی ضبطی کا حکم فرمایا
تا ہو اور ونکی موجب عبرت
تہا کئی کوس شہر سے وہ دور
اوپر اتنی جگہ کہ جو یک کس
دانہ پانی جو تہا نہ وان پاتا
سنگدل لوگ اوسکو لیجا کر
بیٹہا گہر کے میں صورت بخود
حال پر اپنی کہائی تہا افسوس
بیٹہا حیران تہا حزین و حبیب
دور سی دیکہا ایک راہ نورد
آیا جب پاس تب یہ بات کہلی
سوکنان آئی ہی وہ شور کنان
فائدہ کیا ہی بیقراری سی
آنی جو تہی سو آچکی خوارے
جان پر میری اب تو آن بنی
لو کہ یان سی نجات ہی دشوار
آمری پاس لی انہیں خاص
نعو کہتا نہیں ہی کوئی بات
تب حسن نی کہا کہ ای مخمور
تار ریشم کا چہوڑ زر دو اریو
دیوی پہونچا خدا مرا مالک
قدرت حق سی چیونٹا وہ مار
کہیں عورت سی پہر لگا یہ حسن
زن گئی لائی شہر کو رسا

کہنا لاحاصل وہ سکا اب جیا
اسی اور کیا کہون تجہ صغو
بخشش و بجی شہ نجستہ صفات
ضبط ہو مال و زر یہ چلا آیا
کوئی آئندہ یہ پہر کری سرقت
مرگ سی یہ بلاؤن سی معمور
بیٹہی اوس تنگ سی قفس میں پہنس
تہوڑی دن میں ہلاک ہو جاتا
کرکی محبوس آتی اپنی گہر
تکتا تہا یہ تکٹکی ہر سو
ہر گہڑی انتو کو کوس کوس
کبہی چلائی اور کبہی ہو چپ
پہانکتا خاک پہانکتا ہو اگرد
کہ زن خامکار سے اوسکی
لب پہ بہی آہ و نالہ و افغان
کیا حصول ایسی اشکباری سے
سو دکرتی نہیں ہی زاری
ہی یہ جان پہانتو جان سکنی
مخلصی کے ہی سوجہی پہ نہیجا
تاکہ ہون اس عذاب سی خلاص
ہیں کئی سنجیدہ اسکی ساری نکات
گرہ ڈورا اسا تو باندہ سے تار
تاکہ ہی پستی سی وہ ہو صعود
اللہ قادر سے جلے دالک
سکل نت لی چڑہا فراز منار
جا کی لا شہر سے دراز رسن
تار جو ہیرا حسن نی کر کہا

ہوئی الغرض ہون یہ مجبور ہوکے
کرکہین جا کی نوکری کی تلاش
ہیچ کارہ تہا گو کہ یہ مجہول
مجھکو تو ہای کچھ نہین ہی شعور
شبہ سی کہنی لگا یہ کر مجھ آ
دل مین سوچا کہ کیا بتاؤن آہ
طرفہ یہ ہی کہ اوسنی ہاتھی سکے
اوسکو ہاتھی لیکا اوہ کہان
ہاتھی سمجھا نہ وہ محال سکال
یہ تو سوئی سوا نہ تہا آگاہ
کہاتا اور سوتا اور کرتا گوز
تہا ہر اک عیب سی وہ فیل بری
ہو کی قیمت کی سارہی جلی کٹی
ہی اوسی فیل کی شناسائی
نہ ہوا ایسا کہ اس مین ہو کچھ عیب
دیکھکر شکل فیل اعجوبا
آنکھی سامنی سی تکتا تہا
تکتا حیرت سی تہا الغرض بوم
دل مین سوچا کہ کوئی عیب اگر
یاد تہا قول سعدی اوسکو یہ
اسی کرنی لگا اشاری یون
جو نہین عیب کہدو گہڑی گہڑی
کرکے مالک نی اپنی دلکو سخت
بولا کچھ اور دیکھتا مین نہین
منہ کہ یہ اسکا اور دم ہی کہ سر
ایسا مین جانور نہین دیکھا
ایسی دانا ہون گہ عیب کہا بات

ہین اب مجھسی ہوئی مزدوری
بچہ کچہ کر غرض کہ فکر معاش
اوسکی اس بات سی ہوا یہ طول
عقل سی لاکہ کوس عقل مین دور
واسطی نوکری کی ہون آیا
کسی فن سی نہین ہون مین آگاہ
خواب مین بہی نہ شکل دیکھی تہی
جو مرا اسپ ہو کار زعیان
گہر مین اجہ کی ہوتی کا کیا کال
گہر ہی مین بیٹھا لیتا تہا تنخواہ
گذری القصہ یون ہی کتنی روز
خوبیان ہی تہین اوسمین سیاہی بہری
شہرا ہوا اوسکا بارہی لاکہ و دو
بل ہی اس فن مین لاف یکتائی
دیکھی قیمت کو دور کر شک و ریب
بحر فکرت مین وہ کہڑا ڈوبا
کبہی جہٹ پیچہی جا جہکتا تہا
گاہ دم وڈ نکہسکے خرطوم
جہوٹون کہدی جو یہ شاہ کی منہ پہ
دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ
کہ روپی دس ہزار دیتا ہون
ہی بات اوسنی کچھ بہلی بری
آخر اوسی کہا کہ ای بدبخت
لیک حیرت یہی ہی میری تئین
اول اسکی تو مجھکو کہ دو خبر
جسکا منہ دم نہ جانی کچھ سمجھا
کیا کرون خاک پہر سفر مین عیان

یہ تو بتلا کہ کب تلک یہ جہد و
ورنہ میرا تہا ابہی وقت فراق
ہو کی مجبور گہر سے وہ نکلا
دل مین یہ سوچتا بحال تباہ
پوچہتا شہ نی کہ کیا ہی یاد ہنر
کرکی آخر کو غور اور قیاس
جانتا تہا کہ فیل عنقا سی
امتحان کا تو وقت تب آوی
الغرض نوکر اوسکو شہ نی کہا
جاتا دربار ہی نہ سال الاسال
لایا اک دن کوئی سوداگر
ثانی ہوا اوسکا کوئی ما تہی مین
اتنی مین بادشہ کو آیا یاد
جلد لاؤ بلا کی میری پاس
آیا جسوقت ہاتھی فیل شناس
دیکھنی فیل کو لگا وہ یہ غور
جہک کی کرتا کبہی شکم پہ نگاہ
غور کرنی سی اسکی مالک فیل
جانکر عیب ناک ایسا نہو
کہا دل مین نہ لالچ اب کیجی
لی یہ اور عیب کچھ نہ ظاہر کر
دم و خرطوم دیکھنی کی سوا
دیکھتا کیا ہی اتنی غور سی تو
ہی عجب جانور یہ سر در گم
تب مین عیب و صواب بتلاؤن
ہنس کی مالک نی تب کہا آپ اس
امتحان کرنا مناسب و نکا نہتا

کہانیکا جوروکی کمائی تو
مجھسی لیتی ہون آج ہی مین طلاق
سوچتا دل مین یہ کہ کبہی کیا
آیا القصہ وہ حضور شاہ
ہوگا کس فن مین بتا نوکر
بولا حضرت ہی بندہ فیل شناس
آج تک کسنی اوسکو دیکھا ہی
یہ بچارا جو فیل کہین پاوی
اور ورنہ ہی کیا عمدا
دیکھتا تا وہ فیل کی تمثال
بادشہ پاس ہاتھی اک بہتر
پر شہنشاہ کی فیل خانی مین
نوکر اس کام کا ہی اک استاد
تا کہ پہچانی فیل فیل شناس
کیا کہون اوسکا تم سی فہم و قیاس
چرخی سان گرد کرنی لگا دو
گاہ پاؤنکو دیکھتا تہا وہ
ڈر گیا گو کہ تہا وہ فیل اصیل
پہیر دیوی جو شاہ ہاتھی کو
منہ پہرائی کچھ اوسکی تین دیکھی
پہ اشارہ وہ سمجھی تہا کیا خر
محو حیرت وہ کچھ نہ کہتا تہا
دی بتا ہو جو عیب یکسر
منہ نہ معلوم اسکا ہوئی دم
اسکی مین سمجھی خاک سمجھاؤن
واقعی آپ ہنگی فیل شناس
ورنہ جہوڑی سی کام تہا مجھکو کیا

ارباب نشاط

ہوئی تی الجملہ کچہ ہنر حاصل
کچہ فسون پڑہ کی اپنی جان نکال
تو زیکبارہ دونو پای طلب
بسکہ مرہون بہت ہوا ہو تمین
عرض کی اوس نی استی کیا بہتر
ہو گی مردہ زمین پہ یہ گرا
تن بیجان نی جان جہٹ پائی
لے وہ ہووی جو آرزو تجکو
نصف دیتا ہون ملک اور زر
میری نزدیک تو مرا یہ ہنر
کیمیا گر جو جان کا ہووے
کہ کی یہ لبس سکہا دیا افسون
دلمین اپنی ہوا بہت خرسند
شہ نی افسون وہ بصورت جان
فائدہ اس سی ہو نہ اور کو جو
شمع سی بس ہوا کہ مکان کو نور
ہی یہ بہتر کہ میری پہ تو سی
منہ مین لقمہ وزیر سکے وکیر
ایکدن بادشاہ اور وزیر
دامن کوہ مین ہوا وارد
ہک زمانہ ہوا کہ شاہ زمن
صید بیجان ہی اور وقت خلا
شاہ کیا جانی اوسکی دلکی بات
چڑہ سکی گہوڑی پہ اور ہو شل
آ درون حرم سرا بخرام
جفتی تہین نازنین سیم اندام
پاکی برعکس شاہ ساری چال

پہ نہ ایسی کہ مطمئن ہو دل
دیتا قالب مین اور شخص کی ڈال
کرتا خدمت تہا اوسکی وہ شب و روز
کہنے لگا آپ کو سکہا دون مین
دیکہ لی ای شہ ہنر یہ ور
آتی پرواز مین مگس ہوا
دیکہ حیرت یہ شاہ کو آئے
دی بتا پر فسون یہ تو مجکو
گر سکہا دی مجہی یہ تو منتر
ملک و دولت سی تیری ہی بہتر
زر کو لی خاک سر پہ وہ دہو وہی
کر گیا شاہ کو گدا ممنون
اور ہر سون لطف دانشمند
یہ کہا چند ہی بجسم دل پنہان
تو وجود و عدم برابر ہلو
ہا پہونچی خورشید سی جہان کو نور
غیر کو بہی یہ روشنی پہونچی
وہ اوسیدم سکہا دیا منتر
صیدگہ مین وہان تہی نخچیر
تیر سی شہ نی اک ہرن مارا
نہیں کا یا پلٹ کا دیکہا فن
یہان مخل ہی کوئی نہیں اصلا
یعنی اسنے لگا تہی کیا گہات
گیا فوج و خدم سی اکر مل
گیا ہر ہر قدم کی ساتہ حرام
اوسنی حاصل کیا سبہون سی کام
ہوئی کنارہ کش اوس سی وہ فی الحال

ناگہان ایک مل گیا استاد
دیکہ یہ مین جہانکا پہرتا
میری خدمت نی بارہا کام کیا
شہ نی اوس سی کہا سکہا دیجو
کر کی بیجان وہ ہن ہی اک مکہی
کر سکے پرواز شہ کو دکہلاتا
بولا اگر تو مجہی یہ سکہلاوی
یادگار اپنا یہ مجہی دے جا
عرض کی اوسنی ای شہ ذیجاہ
زر کو لی کیا مین خاک مین ڈالون
تیری زر کی نہین مجہی پروا
کر لیا شہ نی امتحان اوسی دم
ہو چکا شاہ کو جب تعلیم
سوچا اس بعد یون کہ ایسی چیز
ہی ستم گر اسی بتلاؤن
مین تو ہون آفتاب عالمتاب
وہ تنک ظرف کر سکا نہ چہپاو
اوسکو بتلا کی راز جان اپنا
لگی کوسون نکل تن تنہا
شہ نی چاہا کہ باندہ لے نخچیر
اور افسون بہی کچہ گیا ہی بہول
مجکو شاہا دکہا دو پہر یہ ہنر
شاہ نی کی ہرن میں کا یا پلٹ
بخت نی یاوری جو ایسی کی
تہی حرم مین جو بی بی اور باندی
ہان مگر شاہ کی وہ کدبانو
آمد و شد نشست اور برخاست

علم کایا پلٹ کا تہا اوسکو یاد
چہوڑ کر شکل مرغ قبلہ نما
جو سکہا اوس نی وہ فسون بتایا
کر رون پہلی مین آزمایش تو
نقل سی روح اوسکی کالبد مین کے
اپنی قالب مین پہر آتا
جسقدر چاہی ملک زر پاوے
ہو جو درکار مجہی تو لے جا
کچہ نہین ہی طمع مجہی واللہ
زر کو مین خاک سا سمجہتا ہون
دو دن ہون لی دہر مین فانی
ٹہیک پایا عمل نہ بیش نہ کم
رخصت اوسکو کیا بصد تکریم
جو فزون تر ہی جان سی بہی نہ زر
اور نہ خاک لی چلا جاؤن
شمع خانہ نہین مین خانہ خراب
حامی سی یہ پکا خیال بلاد
کہہ دیا آہ راز دان اپنا
ایک خادم تہا ساتہ سدا
بولا تب یون وزیر پر تزویر
ہون مین اسواسطی نہال ملول
تا کہ کر لون مین فسون ازبر
قالب شہ مین یہ گیا جہٹ پٹ
سیدہی شاہ اوس شہ کی گہر کی
اوس حرامی کی سی کوئی بچی
تہی جو تب سبہی لیس نیل انو
جنم کی ایک بہی باقی است

[illegible]
بکا بکا ہی یہ تو یون ای وای
نہ ہٹایا تو یہ پا میری طرف
لوہو کی ندیان بہاؤ ون گے
پیر اسے چہانہ آہ ہر دم سے
جیسا ہین سمجھی ہی میرا وہی شاہ
ساتھ اب تیری گو نہین ہوتے
پاکی مطلب کا یہ اوسی مانع
یعنے وہ پاکی مرکب آہو
کوی صحرا و دشت ویرانہ
تہا بصحرا و دشت آوارہ
گر گی آہو کی کالبد کو ہوا
خضر مردہ وہ جان پاتی ہی
فارغ البال اپنی شہر چلا
اسکی شاہی کا دم لگی بہرنے
واہ کیا خواہش الہی ہے
لہلہا سبزہ اور آب روان
تہا شجر کی تلی بچہا اک دام
بولا یون اون سے طوطی دانا
خوش دانی کی لا دستیاب جز
دیکہ کر دانہ مرغ کو آرام
چپ ہوا اور نہ نصیحت کی
تنہا تھا وہان صیاد
تب یہ بولا کہ تمنے میرا کہا
نہین صیاد نے ابہی دیکہا
گر لو بند آنکہین سیاہ ہو تم کو دام
گہر کی پرواز تم چلے جانا

[illegible]
اپنی گہری جیسی گہر مین آتی
ورنہ اپنی تین کر دے تلف
خاک و خون مین تجہی سولا دون گے
تہوڑی دن تو پہری تلی دم
کام دل مجہ سی لیجو خاطر خواہ
مانع و دید پر نہین ہوتے
دور کی دید پر ہوا قانع
دشت و ہامون مین تہا وان ہر سو
نرا ہا جو نہ اوسنے ہو چہانہ
کہوسے ہر سمت چشم نظارہ
جسد طوطی مین وہ جاتا رہا
کہول منقار بولا جگ جگ جی
دیکہی تو جا کی ان ہی کیسی ہوا
خدمت شہ بجان و دل کرنی
وان ہی شاہی یہان یہی شاہی ہی
تن بیجان کو بخشتا تہا جان
اور دانہ پڑا ہوا تہا تمام
یار و بہکو نہ دیکہ کر دانا
ورنہ پہنس جاؤ گی کڑکی مین
نہین ممکن ہو کر اسیر دام
شرط چہوڑی نہ پر رفاقت کی
پانی پینی گیا تہا وہ ناشاد
کیا کہون آہ تب نہ مانا ذرا
ہی خدا جانی کس خطر وہ گیا
تم ہو مردہ زندہ رہتی ہین ہم
اور مرے فیح اسطے نہ گہبرانا

[illegible]
دل مین اوسکی کہی جو بات یہ ہین
تو نے میرا اگر چہوا دامن
گر گلی سی میری تو آن لگا
ہو ویگا رفع تنگ مرا جسدن
اب نکر کچہ ارادہ میری ساتہ
پردہ تنگ ہو جب تلک پارہ
بات یا نکی تو اب ہمین چہوٹے
ہرنون کی ساتہ چرتا تہا کسی دم
الغرض چند روز تو اسی طور
طوطی مردہ ایک آیا نظر
دیکہو آہونی ہی یہ طرفہ بات
گئی طوطون کی ساتہ ہو دمساز
اسکو دانا جو طوطون نی پایا
قدرت حق پہ یار و کیجو نگاہ
عین پرواز مین قضا ئی کار
وان جوانکی تئین خوشی آئی ہوا
دیکہ دانہ نہی یہ دیو اسنے
نہین دانا یہ دام آفت ہی
وہ طمع تہی ہی ہی دامنگیر
دیکہا اسنی نہین یہ سنتی پند
جانتا تہا کہ دام ہی ہر چند
جب پہنسی دام مین تو گہبرائے
پہڑ پہڑانیسی ہائی کیا ہی جنجال
کہول منقار اپنی اور پر و بال
تمکو صیاد جان کر مردہ
مین بہی چہوٹ آؤنگا [illegible]

[illegible]
اوس سی تو کرنی یون لگی وہ سحر
ہاتہ میرا ہی اور ترا دامن
کاٹون گی اپنا اور تیرا گلا
نہ رہون گی مین ایکدن تجہ بن
نہ لگی ہون مین تکون کی ہاتہ
بس کیا کرتہ وہ نظارہ
سنو شہ پر جو کچہ بلا ٹوٹی
کاہ کرجاتا تہا اونہون سی ہم
سبہکی انواع کی وہ ظلم و جور
لعل منقار او زمرد پر
خضر کی تئین پلایا آب حیات
ہوا کہو لکر پر پرواز
بادشاہ اپنا اسکو ٹہرایا
شاہ انسان ہوا طیور کا شاہ
دیکہا اک نخل سبز سایہ دار
لیا آرام اوس درخت پہ آ
جا ہا ہٹا و تریا لگین کہانے
اوتری گر تو بڑی قباحت ہو
بخشی پند اسکی جو او نہین تاثیر
لکہی قسمت مین ہی انہو کی بند
پر ہوا انکی ساتہ آپ ہی بند
کر کے تئین تئین بہت سا چلائی
کہون اک بات گر ہو اب بہی قبول
طیر مردہ کی شکل ہو کی نڈہال
دام سی پہنکیگا دل افسردہ
آملونگا غرض مین تم سبہی

مسافر خانہ
جال
دریا

لگی کہنی کہ اے میان مٹھو
سو رہو بی بی تم بھی ہو بیکل
آج بھی کہنی نہین ہو کیون باتین
بولا مختل حواس ہین ساری
بولی شہزادی کل ہی کہیو جی
پوچھ کر نام کیا کرینگے تو
جیسین کہنی کہ کچھ نہ کچھ تو بتا
بیسوا کا تو دعوی یہ جھگڑا
یہ جو خسرو کی ہی شبیہ تمام
کسکی ہی داستان خدا جانے
میری طالع نہین ہین ایسی شوم
کاتی اس سعی ہی مین ساری رات
کر خوشامد تکو اپنی پاس بہی
بولا بتلاؤ بی کہان چھوٹا
بولا ہان تمنی خوب یاد کیا
اوس بیچاری سی کہتی تہی چھنال
تا سحر لوٹی ہین مزی تو نے
رات بہر کی ہزار مین دینا
کر رہا تہا غرض ہر ایک نیاؤ
یعنی اک آئینہ بڑا سا منگا
کام یعنی خیال سے جو ہو
نہین معلوم کون سا شایق
ڈہونڈتا ہون اوسکو کہان کہو جاؤن
شاہزادی یہ سنکی غم کا بیان
گئی شرمندگی و تنگی پای طوطی پہ
بولی ای سرور ہمایا پہ
کہ مین افسان چہیڑ اوس طوطا پر

کیا کیا بیسوانے کہ تو تو
سنی آج اتنی باتیں سنیو کل
رکہی کیون کل یہ پیری مشتاقی
اونکہتا ہون مین نیند کی ماری
اپنی پر بات تو بتاؤ ابہی
بہیر امین ہو گا یا میان مٹھو
اس کہانی سی ہی جہی بلتا
کل اسی طوطی نی دیا ہی چکا
ہی وزیر شفقی ملک بہرام
جھوٹ یا سچ ہی کچھ نہ کہا جانی
کہ طلی جیسی خستہ مظلوم
گذری اوسپر بلا وہ ساری رات
لیکی طوطی کو بیٹھی اپنی حضور
رشتہ داستان کہان ٹوٹا
واقعی قصہ تہا نہین بہی چھٹا
وہی ہی رات بہر کی خرچی ڈال
خرچی اپنی اپنی ہوگی کہو لی
جلد گن دی مجہی بلا تکرار
کچھ بہوتا تہا اوس ہی یک بچاؤ
روبرو آیینہ کے زر کو گنا
مزد بہی اوسکے بس خیال سی لو
مول وسی لی چلا گیا عاشق
بی بی بیٹا وسی کہان اون
ہونی طوطی پہ بس لگی قربان
کہ نثار اوس پہ اشک کی گوہر
رہو سر پر ترا سدا سایا
غیر جنسیت انکی سے ظاہر

بولا عیار اوس سے وہ طوطا
بولی شہزادی ای میان طوطی
دیکھی پر یہ کیون کہانی چھوڑ
اپنی جلدی ہی کیا پڑی بی بی
آغاز رکھو تو قصہ کا نام
کہکی طوطا یہ ہو رہا چپکا
سیری ہی سنکہ کو تہا خدا شاہد
ہی بہت سب سی یہ آہ پڑی
بہیر کہتے کہ یہ فسانا ہی
سنکی کرتا ہی قصہ پردازی
ملتی تہین بیٹی اوسی کی سبب
کاٹا جون تیون غرض وہ دن تمام
بولی مٹھو میان کہو قصہ
بولی وہ بیسوا جھکٹ تہی
اب سنو آگی اوسکی بد ذاتی
خواب مین تہا ہی میری پاس
خندہ زن ہو کہی بہی وہ خندی
سنکی یہ بات لوگ حیران تہی
آخر اوس طوطی نی کیا انصاف
آیا جب آئینہ مین زر وہ نظر
کرکی طوطی نی جسکہ یہ انصاف
ہای وہ طوطی سخن پرداز
اوسکی طنی کی اب نہین ہی آس
شادی از بسکہ دل پہ ہوئی طاری
پہر لگی اپنا دکہ بیان کرنے
ہجر نی کو کیا ہر گہ غریب
بولا طوطا ہاں اسکا کہا کچھ غم

نیند آتے ہے اب تجہی سوتا
کیون لگی دینی تم ہمین غوطی
باقی کل پر نہ میری جانی چھوڑ
سو رہو تم بہی اک گہڑی بی بی
بولا بی تمکو نام ہی کیا کام
چپکی اس شہزادی کی وہ لگا
شوق الطعام صادر و وارد
لاکہ بیسوی مرا ہی شاہد ہی
قصی کا ہای کیا ٹہکانا ہی
دل سی جوڑی ہی بات یا تازی
گر یہ ہو وہ ہی تو کیا ہی عجب
پہر تو بستر پہ لیٹی آ کے شام
رکہو چھوڑا سے آج کا حصہ
اور رہتا جن بچی سی لڑتی تہی
کہ وہ تجہ سی زر ہی کیا لاتی
کرکے مطلب کی بات اور سے اس
چپکی لیوی کی اب سکی نہ تہی
اور انگشت زیر دندان تہی
کہ چھٹا اوس بلا سی وہ صراف
بولا ای بیسوا لی اپنا زر
فیصلہ کر دیا نزاع و خلاف
تہا مرا گہر کیا اور دستانہ
ہین تو آپہنسی گیا ہماری پاس
اشک خون آنکہونسی ہو چلا جاری
درد و غم ہجر کا بیان کرنے
پہر یہ کیسا آتی اصل ہای نصیب
اسکی تدبیر مین بتاتی تہم

ایکا جو آتی تیری پاس وزیر
کر کے یہی کسی مین کا یا پلٹ
اوٹھی یہ سرو قد بی سنگ ریم
اوسنی دیکہا جو ایسا ساز و برگ
بولی وہ ناز نین یہ کر کے نیا
دیکھ پر مکس تیغ سی کتنی چال
رفع وہ شبہی ہو ہوی یک
آزمایش یہ بہی ہی اک باقی
خوب اس بات سی ہین ہون آگاہ
پہر نہین غذر کچہ یہ دیکہون گر
بولا وہ ہون مین تابع فرمان
دو ہین اوس مرغی نی منگا کر مرغ
بولا مرغا وہ اوسکی گلا کون
مار کر ایک خنجر خونخوار
کہ گئی ہین مثل جو دانشور
شاد یا فی خوشیکی نجہی لگے
شہ نی ہی دی کی خوب مال و منال
پہری یار اونہونکی جیسی دن
قول سعدی پہ پر کیا یہ عمل
تشنہ را اول بخوراید آب زلال
رکہا صندوقچہ مین اوٹھا وہ پوست
طوطی الملک اپنا نام رکہا
صورت طوطیان بستانی
دلربا شوخ سبزہ رنگ ہین پہر
ہی جو فایق یہ سارے نگو نیر
صورت گلستان بشام و پگاہ
سبزہ در باغ گفتہ اند خوش است

گر پڑ لحجوئی اوس سی تو تقریر
تا وہ آون مین اپنی تن مین جھٹ
سرو قد اوسکی کرنیکو تعظیم
تہا یہ نزدیک ہو دی شاد ہی گ
ہون مین تیری قدیم سی دمساز
بندہ گیا دلمین تہا کچہ او خیال
الحمد للہ اب نہین کچہ شک
ہی کمال آج اوسکی مشتاقی
کرتا تہا نقل روح میر اشاہ
جان صدقی مین نقل روح تو کر
تجہ پہ ہو جاون دل سی مین قربان
مار ڈالا گلا دبا کر مرغ
شہ کا لاشہ گرا زمین پہ نگون
کیا اوس مرغی کی تہین مردار
راست ہی جہوٹ کچہ نہین مونہہ پر
زیر و زبر عروسان جنہی لگی
کی مراعات سب کی حسب حال
پہر یو جملہ جہان کی ویسی دن
کہ نکالا اونہون کی تہین اول
گوزہ بگذشت بر دہان سلیخ
روز اکبار دیکہتا وہ پوست
اور سنگار وہی یہ بہی یہ کیا
سب بنا یا لباس ریحانی
ہم سی کہاتی ہین لاکہون انیز زہر
سبز مین جنگلی نبات و شجر
سبکو رکہی ہرا بہرا اللہ
داند آنکس کہ این سخن گوید

شیر و شکر سی اوس سی گہل مل جا
صبح ہوتی ہی بار ہی آیا وزیر
کر کی تسلیم تخت پر بیٹہا
ہو کی حیران لگا وہ کہنی یون
پر کتی بات سی گئی تہی سمجھ
کہ خدا جانی کیا ہوا شہ کو
امتحان کر چکی جو کرنا تہا
پاؤن اوسکا ہی گر مین تجہ طیور
تجہسی ہی وہ ہنر اگر دیکہون
گر نہین یاد تجکو کایا پلٹ
یہ بہی کوئی بات ہی جو تو لی کہی
پڑہ کی کچہ اور رکہ کی جہو منتر
نعش دیکہی تو کر کی کایا پلٹ
بانوی با وفا نی بی تاخیر
بر ولی نعمت اربرون آید
کتی ایک ایک نی ہزار ہزار
کی جو ہمخوابہ نی وفاداری
تہا تصرف مین جنکو لایا وزیر
دست سلطان و کر کچہ بند
تہا ہو طوطی کی جو پوست سی انس
طوطی پالے ہزار ہا لیکر
بسکہ طوطونکو رکہتا تہا نا ہو
سبزہ ریحانی ہی عجائب رنگ
دی طراوت دماغ کو سبزہ
ہو وی انسان یا گیاہ و درخت
رنگ از بس ہی سب سی بہتر سبز
یعنی بر روی نیکوان خط سبز

اور آس وہ سب پہ اسکو تولی آ
غافل از حقہ بازی تقدیر
لی لین جھٹ جھٹ بلائین سر تا پا
یہ نوازش ہی آج مجہ پر کیون
رہ رہ آتا تہا میری لکو وہم
گئی یکا یک بدل جو اوسکی خو
گیا گذرا جو کچہ گذرنا تہا
صاف ہو جائی دل سی کہٹکا دو
پہر مین باندہی ہی بنا نیون
مار ڈالون کی تو تجہی جہٹ پٹ
چاہتی جب تو امتحان کرتی
ڈالی جان اپنی مرغ کی اندر
طوطا وہ شاہ بن گیا جہٹ پٹ
ڈالین مرغی کے دونون ٹکڑی چیر
گر سپہر است سرنگون آید
در و گوہر بفرق شاہ نثار
ہوئی دو چند آگی سی پیاری
تہی یا کرچہ اونہون کی تقصیر
چون سپر گشت و افتادہ ترنج
شہ نی چھوڑا نہ اپنی دوست انیس
رہتا مشغول و شام و سحر
ہوکی طوطونکی رنگ خود ملبوس
کیون نہ محبوب سبزہ رنگ ہون سنگ
کری سبز باغ کو سبزہ
کہنا کیا جبکی سبز ہو وین بخت
قطعہ سعدی کا کیا ہی سر سبز
دل عشاق بیشتر جوید

کر کی سبزہ داستان اس رنگ | شاہ بہرام کو پلا دی بھنگ
بس چڑھاتی ہی سبزیکا پیالا | سو رہا جھٹ بنا وہ ہریالا
گلزار پانچواں جانا بہرام کا روز سہ شنبہ گنبد گلناری میں اور روز و شب مشغول ہونا ماہ تاتاری سے
ہوئی سہ شنبہ کی جبکہ صبح نمود | ہوا گلنار رنگ چرخ کبود
شاہ بہرام صورت بہرام | پہن گلنار گون لباس تمام
خسرو خاوری سی سرخ قبا | ہو کی گلگون باد پا پہ سوار
جلوہ گر تخت پر فلک سے ہوا | آیا گلگون محل میں بشکل بہار
محل
دریا
جہاز
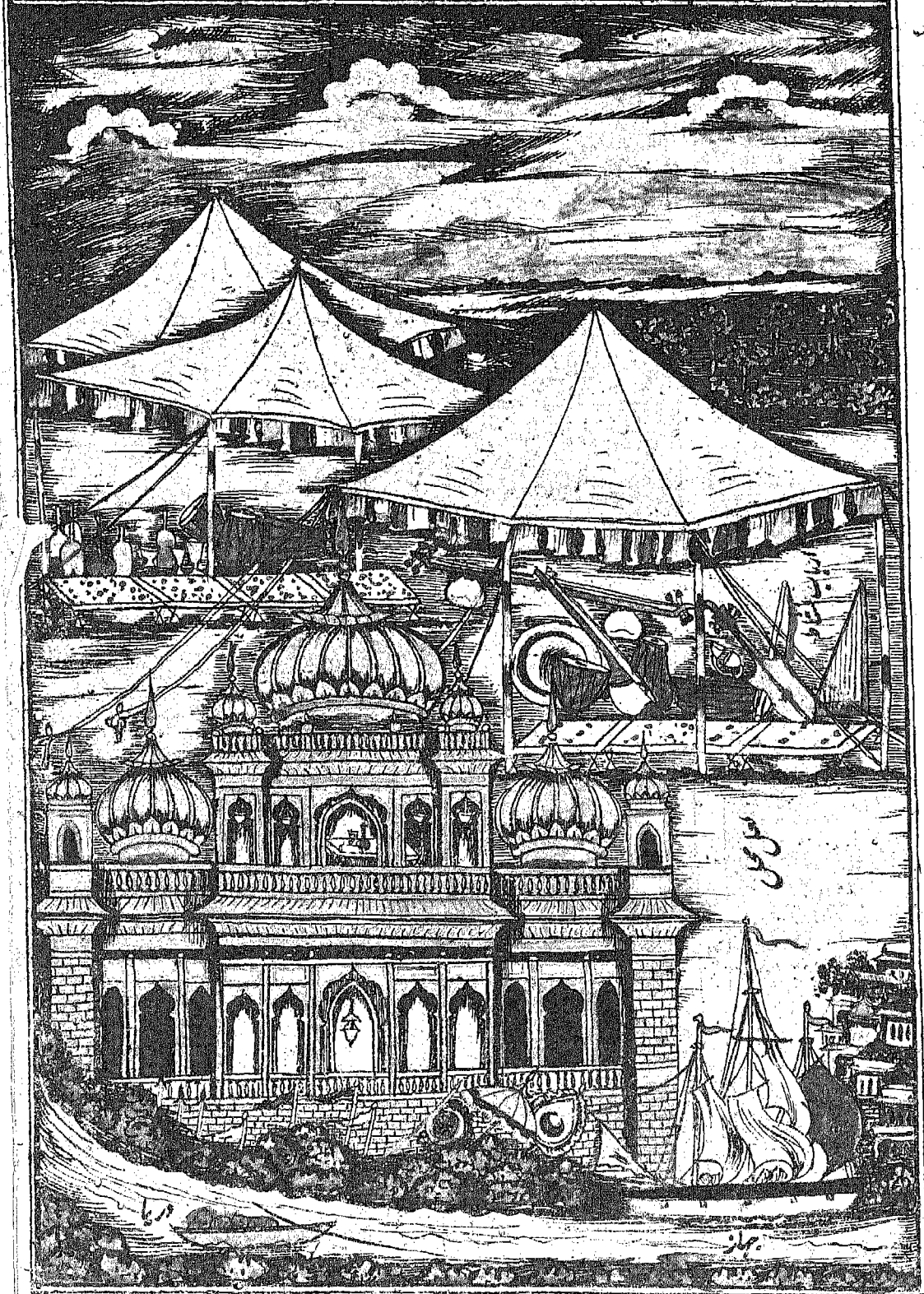
سہرے پہ کہ تاج سرخ جیون خروس / کیا اورنگ لعل گون پہ جلوس
پہر خدمت ہوئی وہ آ حاضر / کیا اسباب عیش لا حاضر
پی پی پہلی پلا پلا جام پہ جام / ہی گلگون کا دور تہا تا شام
کیا ساقی نی سبکو بادہ پرست / شیخ سرشار اور زاہد مست
آئی خلوت مین جمشید کی ہاتی / رہی اغیار ادہر ادہر جاکی
بلبل مست نی کرا استفسار / کردیا برگ گل کو جیب افگار
تہی گلگون سی کہ زبان رنگین / یعنی کہ کوئی داستان رنگین
نت شگفتہ رہی گل اقبال / بار ور باغ عمر کا ہو نہال
کیا گل داستان مرا بی بو / لاؤن جو مین حضور مین اوسکو
لطف شاہی کری اوسی جو قبول / گل سی افزون شرف ہو مجکو حصول
سنکی آ باہوئی وہ غنچہ دہن / ہی سنایون کہ در زبان کہن
ملک پنجاب مین تہی پانچ رفیق / حال پر ایک دوسری کی شفیق
کہتی یکتائی کا سجے دیوان / خمسہ چیدہ اوسکی تہی وہ جوان
الغرض اون مین تہا نہ کوئی بیکار / پنج گنج ہنر تہی پانچون یار
اون مین ایک شہریار زادہ تہا / شاہ جسکا کہ باپ دادا تہا
گر وشن چرخ کا مگر تہا سلوک / شاہزادہ ہوا تہا جو مفلوک
یا مصنف کا جسطرح سی نام / کہتی ہینگی حسین شاہ انام
رکہتا تہا گنج شایگان پر زر / شکل انجم شمار سے باہر
چوتہا اون مین جو تہا بڑہی بچا / اپنی فن مین وہ بہی تہا یکجا
پانچوان تہا جو باغبان زادہ / تہا ہنر اوسکا سحر آمادہ
گو نہ اک دوسری کا تہا محتاج / دیتا تاجر پہ سبکا محتاج
پانچون باہم شریک شادی و غم / کرتی تہی نت سیاحت عالم
شہر جیون گلستان نظر آیا / رشک فردوس جو نگر پایا
چہچہہ زن بصورت بلبل / تہی وہ نظارگی بہر یک گل
دیکہا ناگاہ اک صنم خانہ / کہ ارم رشک تہا وہ کاشانہ
تہی سب چین منقش اون سے / نقش ارژنگ تہا خجل اون سی
تیشہ رانی او نہونی کرکی تمام / تہی بنائی خدائی کی صنام

تہی جوان ترک شوخ تاتاری / پہنی یکسر لباس گلناری
جام لعلین مین بادہ گلرنگ / جیتی لالا کا یہ بانگ بربط و چنگ
پاؤن تقو کا وان پہسلتا تہا / نہ بہی اپنی ہاتہ ملتا تہا
شب کی آئی ہی شاہ صہبا نوش / اور منہ جامہ زیب گلگون پوش
ہوئی ہیم وصلت گل و بلبل / سرخرو ہوگئی وہ صورت گل
ہوگی خندان برنگ گل ہمدم / بولا اوس سی کہ سرو گل اندام
بولی شگفتہ ہو وہ غنچہ دہن / ہی شہا تا بہار پر یہ چمن
رہیو اعدا کی سینہ مین چہپتا / خار خونخوار رنج و نیش بلا
حکم شہ سی ہو مین جگر خستہ / لاتی ہونگی ثنا کی گلدستہ
کرحق معذرت بلطف ادا / صورت غنچہ کر دہن کو وا

عنبر بیزی کرنا اوس شوخ تاتاری کی اور افسانہ گوئی گلفام سے

ضمن الاوقات رہتی تھیں باہم / جسطرح پانچون انگلیان ہین ضم
کہتی ہین جسم دوستی کا جسی / پانچوان اوسکی حواس خمسہ تہی
تہا شہر سی تہی نہ اونکا ڈہانچ / پانچون القصہ تہی بڑی ہی پانچ
تہی وہ در صنعت منظر جانی / پنج نوبت زنان بہ سلطانی
یون کہاتا تہا شاہ وہ بی جاہ / لوگ کہتی گدا کو ہین جیون شاہ
بیٹا تاجر کا دوسرا تہا جوان / اوسکی دولت کا کیا کرون مین بیان
نقب زن تیسرا تہا کامل الہی / نقب تا ماہی زمین جرکا ہی
کرتا بر می سی مال مین سوراخ / نہ بہت تنگ نہ زیادہ فراخ
اس سی کیا ہوگی صنعت افزود / کرتا کلسائی مین تہا حرف نمود
کمکی خدمت ہر ایک کی وہ یون / اولٹی ہوتا تہا آپ ہی ممنون
پانچوان سیاح ونکا بتاتی ہین / پہرتی پہرتی گئی وہ کالنور وبین
کرتی پہرتی تہی کو بکو یہ سیر / گاہ مسجد مین اور گاہ بدیر
لذت از بسکہ سیر سے پائی / تہی پہر کوچہ وہ تماشائی
تہی ہزارون ہی جان بت سنگین / مختلف رنگ سی ہر اک رنگین
سنگتراشان آزری پیشہ / جنکا جادو تراش تہا تیشہ
سنگ مرمر سی سب نی مرکر / بت بنائی تہی سخت دل پتہر

جہاز

دست فتنہ وہان سی ہی کوتاہ — نہ کچھ آشوب نہ خلل کو راہ
ہی کہین اوسمین یون وہ ماہ پارہ — ساتوین آسمان پہ جیون ہالہ

ہمنشین اوسکی تھی نہ ہی ساس — لیک ہی باکرہ کنیز اک پاس
بادشہ جب فراغ پاتا ہے — زر دہان رکہ کی وان یہ جاتا ہے

دیکھکر شکل کامرانی کے — داد دیتا ہے کامرانی کی
کامرانی سی کامرانی کر — سو ہی بیٹہی او تہی پہر اٹہی او

برج کی گرد سنگ کا ہی حصار — باتین کرتی فلک سی ہی دیوار
طایر وہم کی اڈران ہی کیا — اوڑ کی جہولی جو کنگرہ اوسکا

گرد قلعی کے چوکی پہرا ہے — جای جوان یہ کسکا زہرا ہے
جب پرندہ وہان نہ مار سکے پر — ہو وہی کیونکر بہلا بشر کا گذر

رہتی ہی اوس حصار کی دہن — زیب اک بڑہیا منہنی مالن
گہنا پہولونکا کرکے وہ طیار — جاتی ہی اوسکی پاس ہر اکبار

وان کا راز اوس کچھ نہین مستور — پہر جو ظاہر کری یہ کیا مقدور
رہنمونی سی پیرکی وہ جوان — بڑہیا مالن کی گہر مین آئی اون

ربط اوس سی غرض کیا پیدا — دیکی زر خوب کر لیا شیدا
شکل گل اپنی کی زرافشانی — کہ وہ فولاد دل ہوی پانی

جب کنوندھی وہ ہو چکی لونڈی — باغبان زادی نی یہ خواہش کی
تو سچا مانگی ہی مین تیرا پسر — آر ہوون مین کہی تو تیری گہر

کرنہ وسواس لین کچھ اصلا — بار خاطر نہین ہین ہوئی کا
بولی بڑہیا کہ اسی کیا بہتر — پوچہنا اسکا کیا ہی تیرا گہر

وارسی پہیری گئی نکہا کچھ غم — زر کہ مری انکہون پر تو اپنی قدم
الغرض اوسکی گہر ہوا یہ مقیم — اور بنا اوسکا ہمنشین و ندیم

گوندھتی جب وہ گہنا پہولونکا — بیٹہا چپکا یہ دیکہتا رہتا
گرچہ اس فن مین تہا بڑا کامل — پہ بنایا تہا آپ کو جاہل

بڑہیا اکدن گئی ہوئی تہی کہین — وقت فرصت ملا جوان کی تمیز
گوندہ گہنا نئی گوندہاوٹ کا — اور بناکر عجب بناوٹ کا

تہا جو بڑہیا کا کام کر رکہا — خوانچی مین لگا کی دہر رکہا
ہلبلاتی ہوئی جو بڑہیا آئی — ڈو کری گہنی سی بہری ہوی پائی

باوجودی تہی آپ ہی استاد — یہ ہوی دیکہکر نہایت شاد
گہنا کیا گلستان صنعت کا — گلستان کیا جہان صنعت کا

گئی مارے خوشی کی جیون گل پہول — پاس اوس گل کی لی گئی وہ پہول
دیکہتی ہی وہ گلبدن خوش بی — گل رعنا سی باغ مجہو بی

ہوتی حیران کہ کیا یہ صنعت ہے — تہین صنعت خدا کی قدرت ہے
پوچہا کسکی یہ دستکاری ہی — سچ بتا دلکو بیقراری ہے

تجہسی آگی نہ تہی کبہی دیکہے — سحرکاری یہ مین ابہی دیکہی
کون ہی وہ نگار گل صورت — جسنی گلشن بنایا یہ صنعت

بولی بی ساختہ مرا گلزار — اور مری باغ ہی کی ہی یہ بہار
صرف اس فن مین ہو گیا ہی سن — اورکو ہی کیا بنائی کا مجہ بن

بولی تو لی ہی گرہنا یا سب — لی بنا میری آبرو تو اب
بات جب امتحان پر آئی — تب تو وہ پیر زال گہبرائی

ہوکا چار ہوسے بیچاری — راستی یون ہی تجہ پہ مین وارے
گل گلزار حسن ایک جوان — ہی کئی دن سی گہر مری مہمان

ہی مسافر غریب بیچارہ — ہوی گل کی طرح ہو آوارہ
اوس چمن سی ادہر کو آیا ہی — رنگ اوس گل نی یہ دکہایا ہے

بیٹہا رہا اوسکی ہین عجیب ہنر — یہ ہنر کیا ہی سب سی ادنا تر
سن یہ اوس قدردان نی فی الحال — مٹہی بہر اشرفی دی گو دین ڈال

اور کہا یون کہ تو نہ کچھ لیجو — اپنی مہمان ہی کو سب تجہو
آئی بڑہیا ہنسی خوشی وان سی — لی گل اشرفی گلستان سی

آکی کہنی لگی جوان سی یون — لی یہ انعام وان سی لائی ہون
پایا مقصود کا کہلا جو پہول — شکل بلبل گیا خوشی سی پہول

زر وہ بڑہیا ہی کو دیا اوسنی — ذکر یارون ہی جا کیا اوسنی
وہ وفادار دوست یکرنگ — پاکی سررشتہ مدا دہنگ

بیٹہی خلوت مین شب کو اسکی سب — اور کیا بڑہیا کو وہان پہ طلب
پہلی زر منہ بہرائی اوسکو دیا — بعد آگاہ راز دل سی کیا

پہیر حمام مین نہا دہو کر
آگئی ٹہہ سیانی پہر دیا چہلا
تہا نہ پیغام تہا عجب افسون
میری انگشتری اوسی پہنچا
شوخ عیار اس سی آگئی ہی
آج کی شب یہہ ہو نگی مین پیارے
ہاتہہ مجکو لگا نہ اب تو جا
شب نہین آج کامرانی کی
آئی جب رات کا لگا مانگی
بند کر در کو اور سیڑہی کی
چونکہ نادیدہ دل بہم بستند
ہو گئی سینہ بسینہ لب بر لب
ہوئی شیو کو بہوانی کی درشن
ہوگیا شب کا دور جبکہ حجاب
برج تنہائی مین رہی وہ ماہ
عیش دو شیزہ پہر ہوا تازہ
گاہ شہزادہ اسکی آتا گہر
بیٹہتی گر نہ ایکدم یہہ رل
موہو ہون تمہارا احسان مند
میرا مطلب جو تہا ہوا حاصل
لی چلو اس صنم کو پہانسی اوڑا
خوف جانکا نہین مین کرتا ہون
آئی کوشش سی رشتہ مقصود
بن لئی اسکی کوئی تلتی ہین
سینہ زوریکی ساتہہ لی چلتی
دلمین سوچا یون مین تو اور جہا بات
لاؤن راجہ کو اپنی گہر مین بولا

وہ جو ہاتہہ ملی کی رنگ وہ ہو
اور زبانی بہی کچہہ پیام کہا
چہرہ زرد جو ہوا انکا کن
اور زنجیر ٹہیک وصل کی لی آئی
دام مین پاپ شتہ کو لائی تہی
نہ سنتی تک کرونگی کچہہ گفتا
کرنی ہی شیو کی کیت پوجا
تو بہی جا پوجا کر بہوانی کی
مال جلنی کو کہکشان لائی
کہڑکی نیچی کی کہول کر بیٹہی
ہر دو نادیدہ وار بر جستند
کاٹی دونون نی پوجا مین شب
گئی ڈنڈوت شیو کی تن تن
نکلا دیر سحر سی مہر شتاب
گہر کی لی شاہ بت پرست راہ
ساز عشرت بلند آوازہ
گاہ جاتی تہی دوڑی یہہ مضطر
جان ماری تہا اضطراب دل
شکر احسان بیان کرون تا چند
ہو تمہارا بہلا مجا حاصل
ہو صبا وا کہین یہہ راز افشا
جگ ہنسائی تہو ہو ڈرتا ہون
ہاتہہ مین لا جو ہم ہوئی خوشنود
آج ہی کل مین لی نکلتی ہین
نہ کہ چوری کی ساتہہ لی چلتی
ہی نکالی نی یہہ بنی گہات
اور رانی کو دونا وسکی بہلا

مشہور اسہ بدن پہ کچہ پوشا
سنکی پیغام یار کا وہ ملول
پیر زن سی کہا کہ ای مادر
آئی اٹہ جیسا پہر ولٹی پانو دیا
باغ سیاؤ سکو یون کہا تہا
کرنی ہی مجکو طاعت معبود
آرتی کر برہنہ بیٹہون کی
کرکی باور یہ رای ناقص اسکی
وہ صنم رکہہ کی پہول اور میوا
کہلا پاکر دریچہ بنہانی
کہولکر دل ہوئی وہ ہم آغوش
بیٹہا آسن پہ کرنی کو پوجا
پائی پوجا کی جب تلک کی شکست
بادہ بندگی سی ہو کر مست
دوسری دن جو گہر ہوا خالی
پائی القصہ وقت فرصت جیب
گذری القصہ جب یون ہی کئی دن
شاہزادہ یہہ بولا یارون سی
سب بجا لائی تم حق یاری
پر کرو اتنی اور تم امداد
ہو نہ ایسا کہین جو سب وانا
بولا تاجر کہ یار شیدائی
کر نہ دلمین گمان تو یہہ زنہار
پر بری شرم کی یہہ ہی بات
گر طرح دانگی کرون نہ یہہ کام
صاحب مال کو دکہا کر مال
دیکی چہل اوسکو پہیر لا نکلاؤن

ہو گیا نالون تالی حسرت
گیا ماری خوشی کی جون گل پہول
اتنی کر مہربانی اب مجہ پر
اور جو کہنا تہا سو کیا وہ عیان
مکر کا جال یہہ بچہا یا تہا
رات پہر ہنت ہون وہ قصہ و
شیو کا لنگ پہر مین پوجونگی
دیوتا کی حوالی کرا وسکی آئی
بیٹہی کر نیکو لنگ کی سیوا
آیا شہزادہ پوجا کا بانی
ایک دونو نکی ہوگئی پر وشتر
پاؤن دیبی کی پوجنی لگا
لگی بہگت نی غرض کہ خوب بہکت
اوٹہی پوجا کو آفتاب پرست
ہوئی باہم پہر انکی خوش ملے
کرتی آپس مین تہی یہہ عیش وطرب
کہ نہ آتا تہا چین دیکہی بن
یعنی ان اپنی غمگسارون سی
کی ہر اک نی غرض وفادار
پائی جب تک قفل راز کشاد
کہ کیا کام یہہ کہ کر جانا
ہین اسی کی تو ہم تمنائی
دین جو ہر بار پہر اسکی بدلی
لیکی جو ریسی جا نہین اسکو
رکہہ تاجر بچہ نہ میرا نام
دن دوئی ہا چلیں پہر جہپکا
لی اسی چہل اوسی مین ہی نکال

سو ہی اسکی مشورہ یہ یار
مرحبا ان کی ہین تو تابع ہون
بڑی ہی شان و شکوہ سے تاجر
ہو کی حیران اس سے بولا یون
بولا تاجر کہ شاہ عالی بخت
ہی مرا باپ عمدۃ التجار
نہین ہی تعین کچہ بھلا غم
ہوی ہر شہر وہ مرا جو گذر
مال و زر کی طمع نہین مجکو
مہربانی جو اوسکی پاتا ہون
ہی حقیقی شوکت نہین کچہ اوسکی کم
شاہ بندہ نواز سی ہی یہی
ہیبت اسقدر جو دیکہا پاک
جب کری تو طلب مین آؤنگا
آتی ہی دی مکان کو زینت
مجلس آرا جب آ ہی لولی شب
سر کہی کا نہی ہی یہ بین میزان کی
ہاتہ مین لیکی دائرہ مہ کا
مجلس آگی ہی سے یہان تہی جی
شمعین فانوس مین یہین مین جلی
اک طرف لولیان مہ سیما
کرتی تہی ساز اسی و قائل
تہی گہنک تانکی وہ ہوش ربا
سن کلا کا تیو نگا وہ بہرا
نئی نغمہ نئی الیسی کی تاثیر
ماہ بالا نشین کو لاتے بولا
الغرض کرسکے حسب خواہش کا

صبح اوس سی ہی کیا اظہار
خوف جان کچہ نہین کہو کرون
پاس راجہ کی آ ہوا حاضر
مفت دیتا ہی دولت اتنی کیون
تیرا قائم رہی یہ تاج و تخت
اوسکی دولت ہی بیقیاس و شمار
نت کرون ہون سیاحت عالم
ربط کرتا ہون باشہ کشور
اخذ و جر کی طمع نہین مجکو
مین اوسی مہمان بلاتا ہون
ہون مین ہوتا معزز عالم
التجا اس غریب کی ہی یہی
ہو کی مرہون اور خجالت ناک
تو کہی کا جہان مین جاؤنگا
اور مہیا کی جہٹ پہر اک نعمت
کالی حبیان کی سے بناتی جیب
ایک انداز سے بجانی لگی
آکی ناہید نے کیا مجرا
کچہ نہ سامان عیش کی تہی کمی
رقص مین تہی پری بہشتہ محل
ناچتی تہین بصد ہزار ادا
دیکہتی والی ہوتی تہی بسمل
کہینچی لیتی تہی دل ہر اک کا
جسطرف دیکہو رقص بسمل تہا
ہوی مجلس مرقع تصویر
اور لباس سپید دیا بہتا
بزم مین لائی اوسکو یہ عیار

بولی وہ دل کی بات ہون مجبور
پختہ پز تا نہین سی کر یہ بات
اتنی اوسکو دی تحایف نغز
کی سبب کیون ہین ندر لون تجہسی
ہین جو رایان دہر صاحب تاج
بسکہ مین لاؤ لا پدر کا ہون
سیر سی اور کچہ نہین ہی سود
بندہ کرتا ہی با خلوص دل
تا ہون مہمان سرای ہستی کا
حسن اخلاص دیکہکر وہ شریف
ہی مثل یہ عجب نہین واللہ
سن یہ تاجر کی دلربا تقریر
بولا ہر چند مین کسی کی گہر
اوٹہ کی آداب یہ بجالایا
سات الوان کی تہی جو سات محل
ساز عیش و طرب لئی سب ہاتہ
جب بجی کہکشان کی قانون
جا کی تاجر بچہ بعجز و نیاز
گرنک اور ہی سبہی مہیا تہی
اک طرف کو نوای بربط و چنگ
کرتی مہ پارہ زہرہ پیشانی
کہینچ لیوین جو اک جہانکا جی
بکی سر کی جو اوڑتی با انداز
طرفہ بزم طرب تہی عیش سمات
می ہی ہوش جب ہوی یکیک
لیوین ہوا زیب وہ لباس سیاہ
آتی ہی [illegible] ادا سی جام بکف

ہون غرض پاس اختیار سی دور
تحفہ تحفہ جہان کی لی سوغات
آیا راجہ کا جوش مین جو مغز
ہو جو مطلب ترا ہو کہہ مجہسی
جون گدا تیری در پہ ہون محتاج
چاہون زر جسقدر ہین صرف کرون
پر ہی خدمت بزرگون کی مقصود
اوسکی خدمت مین بندگی حاصل
شوق ہی مہمان پرستی کا
بندہ ثانی مین لائی ہی تشریف
گر گدا کی نہین نوازی شاہ
ہو اشہ کی حجاب دامنگیر
نہین کرتا ہون آمد و شد پر
ہو کی رخصت پہر اپنی گہر آیا
کی سپیہ مین بنا ہی بزم اول
لاتی مہتاب کو ہی اپنی ساتہ
رقص مین آ ہی زہرہ ہو مفتون
لایا راجہ کو گہر بصد اعزاز
پری شیشی مین جلوہ فرما تہی
مستونکو تہی دکہاتی اور ہی رنگ
گاتی گاسے نگاہ پہنانے
تہا یہ اون کافرونکی تانکا جی
طائر ہوش کرتا تہا پرواز
جس سی اندر کا تہا اکہاڑا مات
شاہ سی لیکی ہمنشینون تک
تیرہ شب مین ہو جیسی جلوۂ ماہ
کردی جو لوٹ پوٹ صف کی صف

جھک کے جیون شاہ کو سلام کیا
کام اوسکا تو بس تمام کیا

کیا ہی یہ وہی ماہ خرگاہی
کہ فلک سی زمین کی ہوتی راہی

کر کی دل مین خیال گوناگون
کہتا کیا خواب دیکھتا مین ہون

گر یہ سچ ہی اور ہی پری ہی ہی
تو تو زیبندہ مجھسی شاہ کو ہی

بسکہ آیا نہ اوسکی دل کو قرار
بھیجا اک شخص کو بسوی منار

وہ گیا اوس طرف اوٹھائی قدم
یہ چلی اس طرف بڑھائی قدم

دور کر اوس لباس کو یکسر
منہ کری مار لیٹی بستر پر

دیکھکر خواب مین اسی وہ پھرا
پہونچی یہ اوس سی پہلی ہی یہان آ

می ہر اک کی تئین پلانی لگی
پینی والون کی جان جانی لگی

خار خار دلی سی پاکی فراغ
لگا ساقی سی پینی پی کی ایاغ

تھا پکاتا یہ دل مین خام خیال
کیونکہ لیجاؤن یہان سی اسکو نکال

خوب آنکھین ابھی سیکین تہین
پھر نظر آنکھین وہ نہ دیکھین تہین

گوی بازی کی جھرنی جب آ
آ کی کر بال مین غلط الکا

جا سی جاتا نہ گو کہ تھا اوکسا
لیک مجبور اوس جگہ سی اوٹھا

اس طرف سی یہ ماہ زود از زود
سیج خانہ مین آ ہوئی موجود

پھر لگی کہنی آ سہی وہ عیار
پوچھنا اسکا کچھ نہین درکار

منہ ہی کیا اور اوسکی کیا طاقت
سمجھی شہ کی جو وہ کری جرأت

نیم آراستہ وہ کی تھی بس
ہو کسی اور سی نہ لاکہ برس

لیکن ابھی شک گل و لالی بہار
بن تری میری آنکھون مین تھی خار

دلکو میری سی کی بیقراری ہی
ساقی شب کی یادگاری ہی

آنکہ کیونکر لگی سی لگی جب آنکہ
اوسکی تو لگ گئی تھی بیٹھ آنکہ

جی کو تھا کو صنم سی پر چاتا
لیک آرام اوس سی نہ تھا آتا

بر مین مطلوب اور اسکو طلب
پانی کوزی مین اور یہ تشنہ لب

نہ پیا آب اور رہا مرتا
یاد پانی کی تشنہ لب کرتا

لیک جب کا رات لائی ایاغ
اور ہوئی روشن اخترونکی چراغ

مصلحت کی نہی وہ ماہ جبین
بولی غصے مین آگی جا ہی کہین

بزم دوشنبہ کا نہ پایا طور
دیکھا نقشہ ہی آج کا کچھ اور

دیکھتے ہی اوسی وہ محو طرب
بولا کم ہو کی آپ مین یا رب

یا کہ ہی چہرہ میر سی بینائی
گر وہ ہی پی تو کیونکہ یہان آئی

ہوتی گر وہ غزال دیدہ دلیر
آتی پی ڈر نہ روبروی شیر

دل جو ہوتا تھا دمبدم بیکل
دیکھتا تھا وہ آنکھون کو مل مل

تا خبر لائی جلد اوس بہ کی
ورنہ جاتی رہی عقل یان بہکی

دیر کی شوخ نی نہ اک دم کی
اوس سی آگی ہی گھر مین آ جھمکی

دوڑا ہرکارہ جب یہان آیا
سوتا بستر پہ شوخ کو پایا

شاہ کو جام سی لگی دینی
گیا وا اوسکا دل لگی لینی

آ خبر وار نی خبر یہ دی
کہ ہی بستر پہ نازنین سوتی

گو کہ پیتا تھا جام پی در پی
مست ساقی تھا پر نہ مستی می

تھی جو بحر ہوس کی طغیانی
نشی مین ہر دم بہر آتی تھا پانی

بند کر لی جو مہ نی اپنی چشم
اور مرغ سحر نی کھولی چشم

تھی تنہای دیدا ہی باقی
بلکہ افزونی پہ تھی مشتاقی

چھوڑ کر دل نہین وہ مستانہ
لڑکھڑاتا چلا سوی خانہ

شاہ کا کر کی در تک استقبال
میہمانی شب کا پوچھا حال

ہی یہ ظاہر کہ اوتا تاجر کا
ہو کا مقدور اور سلیقہ کیا

بولا شہ کو بنام تاجر ہی
داب مہمانی سے یہ ظاہر ہی

باوجودیکہ مین ہون شاہنشا
پر کبھی مین نہ دیکھی تھی وہ ادا

سنکی یہ برخلاف شہ کا سخن
زیر لب مسکرائی غنچہ دہن

رات بھر کا وہ گو کہ تھا بیدار
پر نہ آئی تھی نیند اوسی زنہار

آگی آنکھون مین تھی پھری صورت
پیاری پیاری وہ موہنی مورت

ہی یہ حسرت تھی جسکی مشتاقی
سامنی بیٹھی تھی وہی ساقی

یہ تو مرنی کی بات ہی ہیہات
جان بلب اور لب پہ آب حیات

اس سی خواہان ہوا نہ مطلب کا
سارے دن منتظر رہا شب کا

میزبان آیا پھر مہمان خواہ
ہو گئی رخصت گیا صنم سی شاہ

دل ہی اوسکی کر یہ جلد سی یاد
آیا عشرت سرا مین خرم و شاد

تھا مکان کل سیاہ آج سفید
بزم آرا تھی یہان غیرت خورشید

اور ہی روپ پر ہی ساری جسم
کل کی ساقی نی بدلا اور ہی بیس
آئی آس ٹہسی سی وہ غیرت ماہ
تہی سر رخ پر پڑی وہ زلف سیاہ
یون بدل آئی روپ با رونق
ساقی نو ہوا یہہ ہوش ربا
اور کسی سیر پر نہ تہا مایل
کو تسبیبہ صنم ہی تہی محبوب
اور جو دونون ملین تو کہنا کیا
تہا پکا نا غرض وہ دیک ہوس
حرص اور آز دونون ہین پکا
لیتا پہلے ہین اوسکی یہہ بیدل
ابروی ناز کو کتی پر چین
پیچ تابکس پیچ ہی ہوا مایل
عذر خواہی کی اسنی ہی نفاق
جب گیا مہر سوی خلوتگاہ
ساقی سبزپوش سرو ناز
دی لڑا آنکہہ جب نقاب الٹ
کرکی آف پہر کی آہ دلکو مسوس
شب کی ساقی سی ہی یہہ جرہ تہی
دلمین کہتا کہ تف برین شاہی
اونا تاجر کی پاس اتنی جوہر
مونہہ سی کیا جو وہ لکی ہو و نظر
ڈال کر کیونکہ انکی آنکہہ مین خاک
گہر مین آیا جو یہہ بحال تباہ
نت نئی رنگ سی لو بہاتی تہی
عشق بازی مین یہہ او بار لطیف

کل سی ہی ہی غرض کہ بہاری
چہانہ تہی کل اور آج بن کی دلہن
کہ چکا چوندہ مین بس آئی نگاہ
ابر مین تہا گہرا وہ طرفہ ماہ
جو نہ پہچانا شاہ نی مطلق
دل سی ساقی اوتر گیا کل کا
پہسلا پڑتا تہا ساقی ہی پر دل
پر یہہ کافر تو اوس سی بہی تہی خوب
دونون آنکہین مین چاہتا اندہا
اور یہی تہا سحر خیال تہا بس
خام طمعی مین ہی بڑا بیکا
دل جگر تیغ عشق سی بسمل
بولی غصی سی ہوکی چین بچین
مونہہ پہولائی ہی آیا جو بیدل
لیک دل پر مین ساقی کا مشتاق
آیا مہمان شب کی گہر مین ماہ
مونہہ پہ ڈالی نقاب با انداز
کہا گئی فوج صبر کی کہونٹ
کہہ رہا تہا کہ ہای ری افسوس
اوس سی ہی اسکی تہین کہیں سیدہی
میری تابع ہو مہ سی تا ماہی
اور مین اک چوڑیل پہ مغرور
وہ شبہا اور مین یہہ مہر منیر
لیکی بہا کون بہانسی مین غمناک
برج خالی مین تہی وہ نیک ماہ
روپ اسی تازہ ہی دکہاتی تہی
چارہ ساز یہین یار اور معروف

تہی طلب کو آہ ساقی کی
شکل زہرہ سفید سب پوشاک
چہوڑی یون رخ پہ پیلا کافور
گرچہ شمع فتیلہ تہی کافر
دیکہہ وہ حسن ماہ نورانی
اوس سی لگو اوٹہا لیا سینی
یہی کہتا تہا کیونکہ اسنی چہوڑا
خواہ یہہ اور خواہ اب وہ ملی
پہیر کہتا یہہ ہی خیال خام
دی اوٹہا مہر نی جو شب کی نقاب
آیا ناچار جب بجا شانہ
جاگا اک لحظہ بعد خستہ جگر
آیا کیون بن کی باؤلا نہ تہا
لوٹون مین رات بہر اکیلی پڑی
تہی بظاہر تو نازاں شب کی
مہمان آیا میزبان کی گہر
آئی یون روپ کر بدل عیار
محو نظارہ یون ہوا یہہ اسیر
یہہ تو کافر فزون ہی تو لیکی
گئی دونونکی یاد دل سی تمام
اور نہون ایسی میری پاس صنم
زشت صورت ذلیل ہونڈا مونہہ
چہین لون گر نہ یہ ر وری بیداد
تہا اسی سوچ مین وہ خام خیال
الغرض سات روز تک یہہ صنم
جان کر رو یہہ نیا ساقی
شہر سی پانچ کوس دریا تہا

آنکہین تکتی تہین راہ ساقی کی
صورت مہر چست اور چالاک
ہوی جس نک گرد گل سنبل زار
پر ہوئی اور جلوی سی ظاہر
ہوئی وہ چندا اسکو حیرانی
ساقی نو کو دل مین پا شہ نی
لیجی ہای اسی بکوا و ڑا
وہ مصیبت ہی ایک ہی جو ملی
مین کہان اور کہان یہہ لطف ستم
مہر دیدار شاہ خانہ خراب
پائی بستر پہ سوتی جانانہ
اوٹہی وہ شوخ اوس سی لیکر
جا وہین عیش ہی منانا جہان
نو مری لوٹی وہان پہر کیا کرتی
منتظر دلمین وہ تو پر شب کی
کی مدارات اوس سی مجرا کر
شاہ بہی ہی جو ہوا ہشیار
بند جون ہو نہ دیدۂ تصور
چشم ہی پر فسون ہی دو نو لیسی
چہوڑا او نہین مبتلا ہوا اسیر
چاہئی لین نہ نام شاہی ہم
بد قوارہ پشت پیر ہا مونہہ
ورنہ جاتی ہی جان ہی برباد
کہ لگا سیجنی صبح کا کہٹ پال
تہی فریبندہ شاہ کو پیہم
تازہ کرتا تہا دلکی مشتاقی
وہان جہاز اک مہیا تہا

سات دن مین جہاز پر بھر ور
نازنین کو محافی مین بٹھلا
شکر حق کا جو اپنا مطلب تھا
آپ نی جو کیا قدم رنجا
رہی جب تک کہ شہر شاہی میز
خلق شاہی کی ہو گئی اب پابند
کی یہان گرچہ ہمنی بود و باش
اس لئی جاتی ہینگی اب مجبور
کر نجیدہ مت کو تی ہوا ہو قصور
نفع خشکی مین ہوئی برار
چھون ساقی کو چھوڑ کہر آئے
ہو خیانت نہ کچھ امانت مین
لی چلی ہم ہمین جو لینا تھا
ساقیونکا سنا جو شہ نی نام
بولا حق کی تئین تمہین سونپا
اب جدائی کی ہونی کا غم تھا
سر کہین جاتی ہے کہین پیچھ
پھرنا تھا یہان ہی انکا خوب
دیکہ زر بیشمار و خلعت
پھر لئی اپنی دام دام تمام
بسکہ تھا بیقرار او مضطر
یعنی چھوڑ شہ کو کنارے پر یہ حرم
ایک پل مین نکل گئی کوسون
تشنہ لب شاہ اور پر آب دہان
اپنی بابا کا جا تکہ خانا
بام و در ڈھونڈا پھر اسباب
نقب کو دیکہ دلمین بیٹھ جا

سارا سامان چڑہا دیا یونہو
وہان روانہ کیا جہاز پہ تہا
فضل شاہی سی وہ ہوا پورا
پایہ اپنا بعرش جا پہونچا
ملی راحت ہر اک طرح سی ہمین
چاہتی ہین رہین یہین یکچند
لازم انسان کو ہی فکر معاش
قدمبوسی اس جناب کی ہم دور
بخشئی ہمکو جانکر معذور
اب تو پیکا سفر ہی پیش نہاد
ہین لئی جاتی ایک کو ہمراہ
لی خیانت ہم امانت لین
گھر حوالی اب آپ کی ہیگا
کر گیا وون ہین دلسی کوچ آرام
لیک اتنی پڑی تہی جلدی کیا
دم غنیمت ہی دید جو دم ہی
بیٹھی ٹھہرے ہین یہان پہ ہم
جائی یارب جہاز آج ہی چھوٹ
جلدی جلدی کیا او نہین رخصت
نفع مین پائی ماہ سیم اندام
کرلی انکی مشایعت اوٹہہ کر
چڑہی کشتی پہ پانچون ذات شریف
چہٹ چلی بی خلل گئی کوسون
آیا دریا سی سوی شہر وان
بیٹھا ماری خوشی کی اترانا
پہ ملا کوئی بہی نہ خانہ خراب
ہی متعیر یہین خزینہ گڑا

ساتوین روز ملکی پانچون یار
دی یہہ ہر ایک نی دعا شہ کو
آپ نی ہم پہ جو نوازش کی
ملی ہم چشمون مین ہمین عزت
کبہو کی کلفت غرض کہ پایا چین
جی نہین چاہتا ہی جانی کو
پیشہ رکہتی ہین ہم تجارت کا
زندگی ہی تو تہوڑی سی وقفہ ہم
اب ہمارا کہا سنا بخشو
رشتہ الفت کا یہانسی نہین توڑا
ہم فقط اعتماد عالی پر
رہین حضرت کی سایہ مین جو کنیز
جاتی ہین بس ابہی ہم اے حضرت
تہا یہہ نزدیک ساری شاہ کی
رہتی یہان اور چند مدت تو
دلمین کہتا تہین کہین مرد ک
ہون غریق محیط رنج و بلا
مرین تو ساقیون پہ مارون تہپہ
خرچ اونکا جو کچھ ہوا تھا زر
جو مثل سنتی تہی سو دیکہی وہ
تشنہ ساقیان بصورت آب
ہوا انکا جہاز دریا ئی
موج مین آچلی گئی وہ تو
ماری شادی کی اپنی گہر گیا
دیکہی تو ہا ئی خانہ خالی ہی
پہرتی پہرتی غرض وہان آیا
اندر اندر ستمگر کی مضطر

آئی شہ کی حضور پس یکبار
دولت شاہ روز افزون ہو
بخت پر اپنی ہمنی نازش کی
پایا رتبہ یہہ آپکی دولت
بیٹھی بیٹھی بہت اوٹھایا چین
بیٹھین راحت یہین اوٹھاتی کو
تپ ہی شوق پہر سیاحت کا
آگی حضرت کی دیکھتی ہین قدم
سب ہمارا کہا سنا بخشو
مال و اسباب ہی یہین چھوڑا
چھوڑی جاتی ہین ساقیونکو گہر
سب امانت رہی ہماری خیر
ہو گئی آئی ہین آپسی رخصت
شادی مرگ آہ یہہ ہمین ہو گئے
مغتنم تہی تمہاری صحبت تو
ہی لگائی کہانکی یہہ یکبیک
ڈوبین گرداب مین یہ انکی بلا
پیون صہبای عیش اونکی بجا
خرچ سی پایا ایلو و نا زر
بہو مین گری شہ کا مال و زیا ہو
آیا دریا تک انکی ساتہ شتاب
اور یاد ہرا و جو پائی
خشکی مین پڑ گئی اسکو
سیدہا مہمانونکی گہر آ پہونچا
گہر کا جز حق نہ کوئی والی ہی
نقب جسمین بجز ہمین تہا وا پلا
جاتا تہا دیکہتا تہا او سب

پہونچا جب ناگہان فراز منار | دیکھا تو کہ ہے رخنہ ساز منار
ہرج ہی جیسی غالب بیجان | اور نہین اوسمین مہ تابان

سرکو ٹکرا کی ایسی مارسے آہ | کہ گئی جان آہ کے ہمراہ
یان ہوا یہ حریص خام خیال | ان اوسی یارلی اور ہی خوشحال

خوش و خرم نگر مین آپہونچے | کامیاب اپنی گہر مین آپہونچی
مطلب اسکا ہوا یہ جیون حاصل | ہووہی مقصود سب کا یون حاصل

کامیابی کا ہتا جو باعث گل | کیا گلگون لباس پہونی گل
رنگ گلنار رنگ ہی دلکش | کرتی ہین جسکو دیکہ شب عیش عشر

ہی مبارک جو اسکی اصل و فروع | واسطی شادی کی ہی یہ موضوع
گر گل سرخ ہو نہ اور سوری | ہووی رونق نہ باغ کی پوری

باغ کی ہی بہار اس گل سے | لالہ ہی اغدا اس گل سی
بسکہ گلنار رنگ ہی اوسکا | ہوتی لعل کیون نہ روح افزا

سرخرو تا کہ گل کو وہ رکھے | سرخرو حق ہر ایک کو رکھی
شوخ گلرنگ کہ یہ افسانہ | سوئی بہرام سا نہ مستانہ

گلزار چہٹا تشریف لیجانا بہرام کا روز چہارشنبہ گنبد بنفشہ گون مین اور بعد عشرت کیلنا رات کو ساتھ معشوقہ تاری کی ساتھ دوشیزہ

چہارشنبہ کا روز دل افروز | آیا جون لیکی عشرت نوروز
آیا بیت الشرف مین خسرو مہر | دیکہی کو بنفشہ زار سپہر

چاہا بہرام نے کہ با تزئین | ہو برنگ عطارد ی نگین
پر جو وہ رنگ ہی سبب غم کا | ہی کبودی لباس ماتم کا

جان اس رنگ کی تہین منحوس | بالباس بنفش ہو ملبوس
آیا سچ بنفشہ گون مین چلا | ماہ رومی وہان تہی جلوہ فزا

آئی اس حال سی وہ سرو رواں
لی گئی با ادب بہ بزم طرب
بنکی ساقی وہ ماہ سیمین ساق
بحر عیش و نشاط موج زنان
خیل انجم کا جب ہوا مجرا
بولا ای نازنین رشک مہ
تا جہان ہی جہان پناہی کر
صورت غنچہ گر ہزار زبان
چپ کا ہم پر ہو سے ممدو ر

دل نے کی شہ کے جیون و فغان
اور سامان عیش لائی سب
تھی پلاتی تھی شاہ کو بو فاق
کشتی بادہ شکل آب روان
بولی روشن نگاہ خوب تب آ
کوئی دلچسپ سا فسانہ کہہ
ساتھ عشرت کے پادشاہی کر
ہوں مری منہ میں ای گل خندان
جیسے ہوں غنچہ سان نہیں مقدور

گر زمین بوس شہ رو ی نہین
ساغر و شیشہ شراب و کباب
جام خورشید کی طرح تا شام
سیر شب مہر کا او مہتا کی شکل
شاہ بہرام ماہ روی مین
ہو خمیدہ بنفشہ سان وہ سرو
بخت و دولت سی شاد و خرم رہ
تو ہی تیری حضور کیونکہ بہلا
کہتی ہون اک فسانہ دلبند

یہ ادا تو نیاز اور تسکین
بربط و عود و چنگ و رباب
چل رہا تھا غرض کہ جام مدام
بیٹھا مہتابی فلک پہ شکل
آ بخلوت سرای خاص مین
یون ثنا خوان ہوئی بشکل تدرو
گل خندان کی شکل بی غم رہ
شکل بلبل ہون آہ نغمہ سرا
ہوئی حاصل شرف گرامی پسند

قصہ طرازی کرنا معشوقہ عیار کی اور رنگ دینا اسن داستان دلستان کا

جھوٹ اور سچ خدا کو ہی معلوم
نوجوان اوسکا ایک تھا فرزند
تھی نہ لاحق اوسی جو فکر معاش
شاطروں کی طرح کمر کو کس
جو مسافر غریب آوارہ
کہانی اقسام کی نہایت خوب
بسکہ تھی اعتبار ہی اخبار
اس سوا او رکچہ نہ تھا اوسی فکر
وارد اسکی ہوا مکان مین گی
نشہ می کا جب ہوا آغاز
رکہ چکا جب ہر ایک از ضمیر
دیکھنی کا تو دخل کہا صاحب
قبل ازین پہ جو مین نی دیکھا ہی
ہی عجب شہر وہ لطافت بہر
آمی حیرت مجھی جو سر تا پا
سوست وہ زبان سی ہو خاموش
سیمیا پہ ہی اوسکی سارے بنا

تاجر اک تھا مگر بکشور روم
اوس سوا دوسرا نہ تھا دلبند
نادرات جہان کی تھی تلاش
کرتا تھا اوسکی آزمون کی ہوس
اوسطرف سی گذرتا بیچارہ
تھا کہلاتا جو اوسکی ہو مرغوب
صدق اور کذب کا ہی اسمین گذار
بزم مین اوسکی نت ہی تھا ذکر
کی مدارات اپنی حد سی سوا
سب ہوئی اہل بزم قصہ طراز
کی یہ مہمان تازہ سے تقریر
نہ سنی ہوگی وہ سنا صاحب
اوس سی عجوبہ کوئی نہ دیکھی شی
حسن مین وہاں کی لوگ آفت دہر
ہی جو گویا او نہوں سی مین چپا
مین نی گل سی کہوں سراپا گوش
ہی سراپا غرض طلسم سرا
ادسمین انسان جو کہ جاتا ہے

دولت اوسکی تھی حد سی افزون
باپ کا پیارا اور ماں کا عزیز
بات سنتا جو وہ عجیب غریب
تھا بنا یا بشاہ راہ مکان
یہ جوان کشادہ پیشانی
کر کی ممنون لطف اوسکی جوان
یہ کہتا کہ جو سنا ہو کہہ
ناگہاں اک وندہ سیاح
شب کو کہانی سی جب فراغ ہوا
میزبان کی حضور وہ مہمان
شعبدہ باز چرخ سے کے پہنچی
ہون بجام میان اگر مدہوش
چشم بینی کی راہ سی بیچ دہر
آدمی گویا او سا دمی ہین خاموش
لوگ یان کی بنفشہ پوش ہین پہول
تب بیان اونہون نی مجکو جواب
گنبد اوس مین شمار سی افزون
بعد مدت وہ ماہ سر آتا ہے

اور خزاین شمار سے باہر
صاحب عقل و دانش و تمیز
ہو کی بیصبر و بیقرار و شکیب
دلفریبی مین روضہ رضوان
کرتا دل کہول اوسکی مہمانی
پوچھتا پھر عجائبات جہان
تھا یہ کہتا جو دیکھا ہو سو کہہ
چرخ زن مہر سان صباح و رواح
شکل مہ دور ہ ایاغ ہوا
لگی کرنی عجائبات بیان
شعبدی ہین جو بندی نی دیکھی
سامعوں کی ہین نہ باقی ہوش
اک دیار فرنگ سی ہے نگر
بالباس بنفشہ گون ہمہ دوش
مردم دیدہ سان خموش ہین کہون
کرہی حمام ایک یان پر آب
کثرت بیچ سی ہی چرخ نمون

آتی ہی یا تو جات دہی فی الحال
بعد گویائی کی بہی وہ مہیات
جو کوئی اوسمین اکبار گیا
ہی جدا جاتی اوسمین گیا اسر
سنکی بہیا ہوا یہہ مجہہ پہ اشتیاق
راہرو کہہ چکا یہہ جب احوال
لی اوڑہی جہٹ اوسی طوطی نی پہر
کاٹی جہیون تیوہی وہ اپنی لوتہ
جو ہی انسان کو سفر مین ضرور
پدر پیر سنتی ہی یہہ خبر
بکیا آہ وزاری نی کچہہ سود
تہا مسافر جو راہ سی آگاہ
دکہا اوٹہاتی جہان کی سارے
کرکی آرام بعد یک ہفتہ
پوچہتا پوچہتا ہوا ہلکان
گرم سیر آیا سوی کرما با
وار وسنہ کو چہوڑ دل افگار
آزمایش ہی اسکی یا منظور
دو برس منتظر رہو میری
جانتا ہون کہ ہو نہ تک سجلا
سنکی یہہ بات یا وفا وہ غلام
یون تو جاتی مدینگی ہم اصلا
جسکا ہوا ور چہوڑنا پیدا
حق نی دی ہی تجہی یہہ نعمت
سب طرح سنتی خوب سمجہایا
جون یہہ حمام مین ہوا داخل
گہول جسکی یہہ گیا بڑھن

یا رہی صم و بکم تا دو سال
کچہہ نہین بہیدکی ہی کہتا بات
پہر دوبارہ نہین وہ جا سکتا
نہین کہلتا کسی پہ کچہہ نہان
اوسمین جانیکا مین ہون مشتاق
عقل کی راہ راست کو فی الحال
سچ ہی دیوانگی کو ہی ہو اکثر
کی سفر کی سحر ہی طیاری
اپنی ہمراہ سب لیا یو نور
دوڑ آیا برہنہ پا مضطر
نہ نصیحت سی کچہہ ہوئی بہبود
اوسکو عاشق نی لی لیا ہمراہ
پہونچی اک سال بعد وہان یکجا
سیر کو نکلا وہ زخود رفتہ
لیک دلکو ہوا نہ اطمینان
رخش ہمت اودہر کو دوڑایا
ترک ہی ہی کیا جو یار و دیار
تمسی ہی ہوتا ہون جدا بجستجو
اسمین کر حق مجہی اودہر بہیجے
ہوئی دو کی مراد صنایع تل
سر لگی پیٹنی ہر آہ تمام
قتل کر بہلی ہمکو پہر تو جا
عاقل اوسیر کو جب بہلا سنبہلا
ہاتہہ سی کہو نہ موسم فرصت
راہ پر آتا تہا نہ وہ آیا
پٹ گئی در کی آپ ہی جہٹ پٹ بڑا
دیکہی وہ ہا پہر طلسم کو نا گون

شکل تصویر تا خموش رہی
اور جو پوچہو سو بتاتا ہی
ایک وہ سال کو رہی ہی ہان
ہو ہوس جسکو سیر کی وہ جائے
پر نہ دلکا یہہ جو صلہ پایا
چہوڑ کر وہ جوان جگر افگار
شوق آکر ہوا گریبان گیر
کیسہ حمام پر سیا او بہتی
کر درست ایک ہفتی مین سامان
کی بہت پند اور سر پٹکا
جاکر بند دوستان وہ ہی
دو نون تن ہو کی عشق سی یکسو
لی کرائی کو اک مکان شتاب
تہا سنا جسطرح وہی پایا
تب تو ناچار یہہ ہو مین پیشہ
اور غلام سونسی پہر یہہ فرمایا
تہا نہ مطلب کچہہ اور اسکی سوا
یا تو دیتا ہون اس مین جان
تو وطن کو چلیکی سب ملکر
او خدا کی ہی تمہین سونپا
گئی دامانسی آہ مار لپٹی
کیا یہہ ہوا نگی ہی ای عاقل
رحم کر اپنی نوجوانی پر
عشرت و عیش کامرانی کر
پہندنی کچہہ کیا نہ اونکی سود
جب بڑہا آگی اور یہہ مضطر
ہر مکان کا کچہہ اور عالم تہا

ہی یہہ لازم نفشہ پوش رہی
اصل مطلب کو پر چہپاتا ہی
درکار پر بہر نہین وہ پاتا نشان
بہر نصیب اوسکی جیسا آئی آگی
جو ہوس ناز مین وہ جان گنوائے
راہ وحشت مین بس چلا یکبار
ول قفس مین ہوا ہوس کی اسیر
زر بہت ساتہہ لی لیا اوسنی
مستعد جانیکا ہوا وہ جوان
پر نہ رستی سی ہٹکی وہ ہٹکا
شہر سی دشت کا ہوا راہی
جون مہ و مہر تہی وہ مرحلہ جو
اوسمین اوتری غرض وہ خانہ خراب
رشتہ راز پر نہ ہاتہہ آیا
جا نکا دل مین کرنہ اندیشہ
صبح اوٹہا کر جو ہو تمہین پہان آیا
کہ ہو حل عقدہ اس تمنا کا
یا پہر آتا ہون لی سراغ و نشان
ورنہ تم جانا مال و زر لیکی گہر
یار تو جاتی ہین بکام بلا
رو کی کہنی لگی قدم سی لپٹ
کیون نہ سنتی ہی تو جا نکر جاہل
الحذر اس خیال سی بہتر
عہد پیری مین بہی جوانی کر
پٹہا حمام مین بصورت دود
بند آئی نظر ہزارون در
کہین شادی کہین پہ ماتم تہا

دوپہر رات جب لگی سارنی
شاہ خوبان ہوئی سریر آرا
جا کے ایک نازنین بلا لائی
دلبری سی ہوئی وہ غنچہ دہن
جب ہوا می سی ایک گونہ سرور
کھانا کھانی سی جب فراغ ہوا
ہاتھہ جھٹ اوس نگار کا اینچا
نہ مسا بس و نہ بوسی سی انکار
حکم مین تیری ہر طرح ہو نگی
صبر کر اسقدر نہ تو گھبرا
نیم جان کوچی مین ہی کھڑے
ہین جو شاہان و ہر صاحب تاج
مر گئی سنتی ہی خبر دو چار
میری دامن سی آج تک نہ کبھو
نہین پوشیدہ تیری سی کچھہ سنئے
کر کی تعجیل پھر نہ ای گلرو
نہ کہین دل ہین جیسہ کو پھر پاک
تا کسی ڈھب سی کام ٹھہرا انکو
سنکی یہ بات وہ پکڑ کر ہاتھہ
آئی مہمان کی پاس اوٹھ جھٹ پٹ
جاگی تھی گو کہ طالع بیدار
دیکھا سر کو اوٹھا کی جو ہر سو
ہو گیا تب تو پہر پہ شیدا ہی
دن کٹتا وہ بہی وہ زاری سی
ساتھ دن تک غرض یہی تہا حال
یعنی خلوت کی وقت ایک کنیز
جانتا تھا یہہ سادہ لوح نگہ

لائی مہرو چراغ یکباری
ساغر بادہ دور مین آیا
ہو گیا دور رنج تنہائی
عذر خواہان بصد ہزار زبان
لا کی کھانا چنا پھر اسکی حضور
پھر پہم دور جام ایاغ ہوا
تنگ آغوش مین اوسی کھینچا
چھاتی ملنی پہ بہی نہ کچھہ تکرار
ہاتھہ پکڑا تہ رانہ پکڑو نگی
وہ بہی مطلب ترا بر آویگا
متحیر ہی در پہ کوئی کھڑا
جیون گدا در پہ میری ہین محتاج
نہ میسر ہوا او نہین دیدار
ایک کا ہاتھہ بہی گیا نہین چھج
چاہتا ہی جو تو سو کرتا ہی
لونڈیونکو تمہاری پیر تو
ہوئی آلودہ کس لئی ہا حجاب
وا کرون تیری دل کا عقدہ دو
لیکے خلوت مین آئی اپنی ساتھہ
دو نو بستر پہ ہو گئی جھٹ پٹ
سو گیا خفتہ بخت آخر کار
نظر آئی نہ کوئی وہ مہرو
کل سی بہی کچھہ زیادہ سودائی
گذری پھر آن سوگوار عجیب
رات کو عیش دن کو رنج و ملال
ساتھہ کر دیتی اوسکی با کنیز
ہاتھہ چڑہتی نہین وہ رشک قمر

بزم دو شیشہ پہر ہوئی تازہ
بولی وہ مہ اری کوئی جام
لی گئی تخت پر وہ مہ سیما
جام می اپنی ہاتھہ سی بھر بھر
از رہ لطف دی کی ہاتھہ مین ہاتھہ
کی جو اس تشنہ لب نی میخواری
تھا نہ انکار اک ذرا اوسکو
پر ارادا جب اسکا اور ہوا
کونسی بات اب ہی باقی
حسن کا میری سنکی آوازہ
جان اپنی کوئی کہین دیتی ہے
جان سی گذری جستجو مین سو
لوٹتی ہین پڑی ہزارون عزیز
پر جو ہی تو غریب اور مہمان
ورنہ مقدور کسکا تھا ایسا
ثابت ان سب پہ ہی مری جانی
کر کی بوس و کنار تھوڑی دن
کر کی یہہ پیار اس صنم سی کہا
کر بہانا وہان سی آئی نکل
مرد عشرت طلب لئی تا بہ پگاہ
جب ہوا گرم چشمہ خورشید
تھا نہ کوئی بجز در و دیوار
نا امیدی کی ساتھہ پھر کر آہ
شب کو پھر وہ ہی کامرانی تہی
یونہی ہر رات کو وہ عشق فروز
لیکن جب خواب جاگی ہوتی آپ
دام مین اپنی لاتی ہی نو غزال

چپکی حسرت سی کہتی اوس دم
میری مہمان کو بلا لاؤ
اور لیا اپنی روبرو بٹھلا
تہی پلاتی اوسی وہ عشوہ گر
ہوئی وہ ہمکلام سیمان کی ساتھہ
بھڑکی آتش سبق کی یکبارے
تا بہ امر تھی حریف کی وہ دو
تب تو اس عشوہ سنج نی یہ کہا
جسکی ہی تیری دل مین اشتیاق
خلق مین نت ہی یا تم تازہ
ایڑیان گھر مین کوچی رگڑی ہی
جان بلب ہین اس آرزو مین سنجو
انکھہ اوٹھا کر بھی دیکھتی تم نہین
ہو گیا ہی عزیز تر از جان
دیکھتا اسطرف جو انکھہ اوٹھا
شکل جان میری پاک دامانی
دلکو بہلا تو اصل مطلب ہین
آج کی رات اسکو تو لی جا
شاہ خوبان وہ شکل اپنی بدل
کامرانی کی واسطی خاطر خواہ
جاگا خوابیدہ بخت یہہ نا امید
لیس فی الدار غیرہ دیار
در و دیوار پر کرتی تھا نگاہ
عشرت و عیش و شادمانی تھی
رہتی تھی ان جو انسی سحر شام
بہیس مین باندیونکی سپہ
دی ہی پہندی مین اور رکھہ پہ

ہی غضب ہی قرین مریٔ مادر
ہی تنک سا حجاب چادر کا
تیری شرم و حیا گئی ہی کیدہر
ہو چکی مین حلال اب تیری
چل ہین اور بستی مین ہم تو
مانسی یہہ تو نہ آڑا وحیل ہی
چندی ہمبستر ایسی ہونا پہ
ایک مدت کی بعد ہونا جا
ابھی ہین امیدوار رخصت کا
زندگانی اگر کریگی وفا
بولی ای نور چشم و راحت جان
صدقی ہو جاؤن مین تو جاتی ہے
شادی لڑکی کی تجھسی جسدم کے
تیری پلی ادہسی مین باندہ دیا
تجکو اپنی جوانی کی ہی قسم
جا خدا کی تئین تجھی سونپا
کہکی یہہ بات اپنی شوہر سے
پاس بیٹھی کی آگی جب جا ما
ماری چہاتی پہ ایسی اک شتیک
بہنگا سا اوڑ گیا کہین سے بہیر
سمجہی ماہی کوئی یہہ شور مچای
ماری دہشت کی مانگی تہا یہہ دعا
مستجابت قرین ہوئی جو دعا
ہی بن کوہ مین بڑا سا غار
پڑ رہی ہی وہ دہوپ کا قہر سخت
دیکہہ یہہ حال پہر ہوا بہ سہر
تکی بلندی کوہ پر جو نظر

کیونکہ ہون تیری ساتہ ہمبستر
ہو نہ کیونکر حجاب مادر کا
شرم کر شرم کر خدا سی ڈر
بات پر اپنی مان تو میری
کر جو پہر چاہی مجہسی اوس دم تو
آنکہہ او جہل پہاڑ او جہل سے
رہتا ہوس وکنارسی نا ہو آ
جا کی بڑہیا کی پاس دل اوکتا
کیا کرون دل نہین یہان لگتا
پہر آکر قدم یہہ دیکہو نکا
تہی تن ناتوان کو تسلی توان
کہ مرونگی نو دیکہا تو متی
ہای مین تو تہی یہہ سمجہی
جس جگہہ چاہی اوسکو لیجا
دیجو اسکو کسی طرح کا نہ غم
میری بیٹی ست یاد ہو لیو بیٹا
آئی ہونی وداع مادر سے
دیوی دوجی گدہی کی قدم مین تہا
کہ معلق زنان چلا افلاک
تیور اکر گرا بر دوی زمین
باندہ ہو ماروار نجانی بات
بیٹھی بیٹھی وہین پرہا تہہ اوٹہا
شور او غل وہ بار ہی ہو ہیو
آہن تفتہ سان ہی سب کہسار
کہ جلا و ٹہی ہی آپ ہی اپ خستہ تر
ہو گیا خواب مرگ سی شہد ور
دیکہا ایک قصر بخشیہ جوٹی پر

ہی ذرا سا یہہ گہر نہایت تنگ
شرم لازم ہی آدمی کی تئین
ہو کی محکوم دیو شہوت کا
تہوڑی دن صبر کر برای خدا
نہین ہمبستری سی تیری گریز
آگیا اوسکی دم مین ہیجان
دست شہوت سی گو تہی آزردہ
عرض کرنی لگا کہ ای مادر
گر اجازت ہین اب تری پاؤن
سنکی بڑہیا یہہ بات بیٹی سے لگی
بیٹھی ہون پاؤن کو زمین لگای
یون ہی تیری رضا تو ہون ناچار
کہ جدا مجہسی ہو گی تم اکر روز
روک سکتی نہین کسی عنوان
خاطر اسکی نہ کیجو آزردہ
بولی شوہر سی تب وہ آفت جان
رہ روی رخصت طلب ہوئی بیٹی تک
رہتک رہتک اوسنی او بچاکر کان
آیا دوران مین چرخ سر اسکا
جیتا جب یکدو گہڑی کی بعد
سنکی آواز یہہ گیا وہ دہک
نہین مجکو مفر ہی تیری بغیر
سر اوٹہا کی ادہر ادہر جو نگاہ
گرم گرم ایسی چل رہی ہی ہوا
ہی کڑی بسکہ دہوپ اور لو
جب دوبارہ ہوش پہر آیا
گو کہ ہلنی کی تہی نہ تن مین توان

بڑہیا کا ہی بچہا تو چوب پلنگ
جو ہو بیشتر آدمی وہ نہین
پہاڑ شرم و حیا کا مت پڑا
تا بجیلہ ہون آہ یان سے جدا
تو مرا شاد اور مین تیری وزیر
کام دلکا ہوا نہ پہر خواہان
لیک کرتا تہا وہ کنارہ کشی
یاد بی اختیار آئی ہی گہر
لیکی اپنی دولہن کو گہر جاؤ
جان ناشاد اپنی کہونی لگی
ہی غضب کر مجہی تو چہوڑ کی جا
زور تجہپر مرا نہین نہ بہار
داغ ہجر انکا دو کی دلکو سوز
آمنی سیر بات کہتی ہون آن
رکہیو اسکو نہ تو دل افسردہ
بیٹھہ پر جا گدہی کی کس پالان
رکہکی پالان اسنی کہینچا تنگ
پہر کر جو تیرا ورنگ پالان
آنکہون مین ہی گیا اندہیرا چہا
شور سا ایک سنا بہ صوت رعد
دل لگا کرنی پہلو مین یک دہک
یا بدیع العجائب بالخیر
دیکہا تو ہی پٹہا پہاڑ پر آہ
کہ پہنا جاتی ہی بدن سارا
چیل او پر سی چہوڑ ہی ہی اٹہا
رو رہ حالت پہ اپنی چلا یا
وہان پڑا رہنا بہی تہا نتایان

گہر سی مطلق نہ جاتا تہا باہر
ہو کی تنہائی سی ملول اکثر
ناگہان ایک مرغ آدم خوار
او را کے مرغ کی بڑی چنگل
جب لگی مرغ اڑنی وہ باہم
تہی وہ تاریکی غار مین چہائی
ساتوین روز تہوڑا تہوڑا سا
روشنی دونی ہوتی گئی افزون
ایک ہفتہ تک وہی ماتم
لہلہاتا ہی سبزہ تو خیسبر
ہر طرف سبزہ زار و گلشن
شور کرتی ہین شور پہیلا دم
دیکہہ عالم یہہ کو کلا وہان کا
آن پرا زلالہای رنگارنگ
پائی اسنی جو بو آبادی
دیکہہ وہ یہہ بہار پہول گیا
دیکہتی چلا دوسی کہین چلکر
سات دن تک چلا گیا ذرا شت
اسکی جاتی ہی اتفاقاً جہت
تہا نہ کوئی ابہی ہوا دخل
سروران سپاہ اور حشام
دوڑی اسکی طرف کو یکبارے
تخت طاؤسی پہ سوار کیا
ڈنکا ہونی لگا سواری کا
با ہمہ عز و شان کیجا
دست بستہ کہڑی ہوئی ارکان
پاس اپنی وزیر کو بلوا

بیضرورت نہ آتا تہا باہر
گہر سی نکلا وہ با دل پر سوز
لی اوڑا جیل سا چہپٹا مار
کوہ سی وہ بہی آیا غار زدہ
نیچی سی یہہ رہا ہوا و سدم
جو نہ دیتا تہا تا یہہ دکہلائی
نظر آنی لگا اجالا سا
جادہ جیون فرق مہوشان تہا نمود
جادہ پیما رہا بصورت باد
مین نسیم و صبا طرب انگیز
گل کہلی ہر روش چمن چمن
چر رہی ہین غزال ہیناسم
قطعہ پڑہتی تہی یہہ گلستان نگار
دین پر از میوہای گوناگون
دلکو ایسی ہی بس ہوئی سامان
بہوک اور پیاس صاف بہول گیا
کہ ہی بستی وہ کیسی ذوق سپہر
پڑہتا ہر ایک گل پہ صلوات
کہولی دربان نے کیواڑ کی پٹ
سب سے پہلی یہہ ہو گیا دو آم
بلکہ ارکان سلطنت کی تمام
لاکی خلعت پنہا دیا بہارے
لعل و در و گہر نثار کیا
اور رسید ابو لنے لاگا
آ گیا قصر خسروی مین چلو
بہر خدمت گذاری کس کے میان
کا ٹہین اوسکی یون لگی کہنی

خوف جانکا ز بسکہ لاحق تہا
کرتا پہرتا تہا کوہسار کی سیر
جب گئی کوس لی اوڑا اوسکو
آگی اوستی اسی دبوچ لیا
صید خایف کی شکل بیقفا
ٹہوکرین کہاتا ہر قدم پہ رہ
جون جون آگی گیا یہہ خود نشۂ
رہ وہ ہمولر کچہہ نہ دکہہ پاو
ساتوین دن جو غار سی نکلا
آبجو و نجین آب ہی جاری
دہان کی ہو رہی ہین کہتی ہیئے
قمریان کر رہی ہین کو کو کو
روشنۂ ماہ نہر ہا سلسال
باد در سایۂ درختانش
کہ گیا بہول سب وہ پہلی دکہہ
ولمین کہتا کہ جسکا ہی یہہ سواد
سیر کرتا ہوا وہ باغ و بہار
قصہ کوتہ تہا نور کا تڑکا
لوک پہرتی تہی گو ادہر اودہر
شہر مین تہا سپاہ کا انبوہ
منتظر تہی جو دیر سی وہ سب
تاج زرین یہہ کہکی سر پہ رکہا
کر زمین بوس سب ہوتی ہمراہ
بنتی جاتی تہی بیچ بیچ جہنڈے
اپنی اپنی جو ولمین تہین ثانڈ
بسکہ حیرت سی شاہ تہا ہمہ دم
کیا تماشا یہہ ہو رہی نیرنگ

بیٹہا رہتا تہا کوئی مین پڑا
سبزہ زار او جویبار کی سیر
بیٹہا ایک غار تنگ مین پہر تو
اور نیچی سی پہونچ نوچ لیا
غار مین گر کی اکطرف بہاگا
سات دن تک چلا بیجان تباہ
آتش جوع سے جگر تفتہ
آنکہین میچی اگرچہ چلی جاو
غار کی آگی دیکہا اک صحرا
پانی مین ہین لطافتین سارے
قرقری پہرتی ہین پرے کی پری
کہتی کویل کہ پی کہان ہی تو
قا دو خستہ بیچ طیرہا موزون
گسترانید فرش بوقلمون
دل نی آرام پایا جی کی بیچ
شہر ہوگا وہ کیا ارم بنیاد
دیکہتا رنگ رنگ کی گلزار
شہر کی در پہ جو یہہ جا پہونچا
پر قضا کار شہر کی اندر
تہی کہڑی لوگ وہان گروہ گروہ
پای کو بابصد نشاط و طرب
ہو مبارک سریر شاہی کا
اور دار الخلافہ کو چلا شاہ
آگی آگی پکارتی تہی نقیب
آگی نذرین وہ سب نے گذرانین
کم کہتی بیٹہا تہا وہ مسند و شیر
دیکہہ یہہ حال میری عقل بیچ

سیمیا کی ہی کیا یہ طیاری / خواب ہی یا کہ یہ بیداری
ہی اچنبھا مری نہیں تو پھر / مین کہاں اور کہاں سریر سے
کہ زمین بوس مرد کار آگاہ / بولا کہا تو نہ خوف کچھ واللہ
جب کہ اس ملک کا چراغ ای واے / دست باد فنا سی گل ہو جاے
پہلی جو آئی شہر کی اندر / اوسکو بٹھلا تین تخت کی اوپر
چل بسا دم مین جون چراغ سحر / کسکی عقبی کی سلطنت پہ نظر
چلتی پھرتی تھی گو بہت خلقت / تجھ پہ کوئی لی کیا نہ سبقت
جسکی طالع مین ہوا نزل سی تخت / ہو گدا یا غنی ہمایون تخت
شاہی قسمت مین تھی سر جو لکھے / فضل حق سی تجھی وہ دولت ملی
ایک کو تختی پہ سولا تا ہے / ایک کو تخت پر بٹھاتا ہے
تھی حقیقت جو کچھ سو مین کہو / ہو مبارک یہ تاج و تخت شہر
سنکی یہ شاہ نو ہوا خوشدل / مفت مین سلطنت ہوئی حاصل
پھر تو داد و دہش بہ پاندہ کر / کرد یا کل سا سکو صاحب زر
شام تک باشکوہ سلطانی / شکل خورشید کے زرافشانی
خسرو مہ کو اپنی دی منزل / قصر مغرب مین جب ہوا داخل
جلوہ فرما ہوے سو خلوتگاہ / تا قرین ہو وین مشتری و ماہ
پہونچا عشرت سرا کی اندر جب / شاہ عشرت نصیب و عیش طلب
تھی وہ ہر شعلہ رو کی زیبائی / خیرہ ہوتی تھی جس سے بینائی
تھی ہر اک مہ لقا جو رہزن صبر / آسمان رشک تھی ہا کی زمین
آئی با صد ادا و عشوہ و ناز / اور زمین بوس کی بعجز و نیاز
شاہ پیشین کی صنم تھی سات / حسن کے لوبکی مین کہوں کیا بات
باری جس مہ لقا کی ہوتی تھی / شب کو وہ شہ کی ساتھ سوتی تھی
باری اوس مہ جبین کی تھی اوس شب / دل فریبی مین تھی وہ سحر عجب
مہر سان دیکھ اوسکی رخ کی دمک / گئی جیون انجم اوسکی آنکھ جھپک
وستہ اک گل کا دیکی شاہ کی ہاتھ / آئی خلوت سرا مین لیکر ساتھ
منفعل کر شاہ اور رہتی شتاب / آیا بزم طرب مین عشرت ناک
می گلگون سی جام تھا لبریز / نغمہ مطربان طرب انگیز

نہیں آتا سمجھ مین کچھ زنہار / دی بتا تو کہ ہی یہ کیا اسرار
رفع دل سی یہ غدغہ کر دی / ورنہ مرتا ہون مارے حیرت کے
کیونکر ای زیب تخت و زینت ہیم / یہان چلی آتی ہی یہ رسم قدیم
جملہ ارکان و سروران سپاہ / شہر کی در پہ جا تین وقت پگاہ
شاہ غفران پناہ خلوت جاہ / شاہی دنیا کی چھوڑ وقت پگاہ
جمع سب ہو کی در پہ ہم آئی / آپ تشریف اپنی یہان لائی
اس لئی سب نے ایلچک پایا / تخت شاہی پہ تجکو بٹھلایا
روز موعود مین لو سی پیدا / تخت پر بھی یہ تخت بٹھلاتا
یہہ تو حیرت کا کچھ نہین ہی مقام / یہی شاہ حقیقی کا ہی کام
بندی سب ہم مین شاہ پر فرمانبر / ملک رانی کر اور خوف نکر
ملک رانی کرایت بصد اقبال / رہ سلامت تو تا صد و سی سال
پہولا جامی مین نہین سماتا تھا / بلکہ جامی سے نکلا جاتا تھا
لگا بانی ہر اک صغیر و کبیر / سر دیا و خطاب اور جاگیر
شاہ زرین کلاہ چرخ سریر / یکتہ گرد مہر عالمگیر
آیا ناظر محل سرا کا دوان / اور بولا کہ ای شہ دوران
مے شمع و چراغ شمع تھا / آگی آگی دیکھا تا شمع چلا
دیکھا وہان جمع پری رویان / شکل خورشید آتشین خوبان
یون تھی ہر شعلہ رو ہجوم کا گرم / ہو وہی آتش کا جیسے لو کا گرم
آتی دیکھا جو شہ کو صورت ماہ / شکل انجم ہر ایک بت دلخواہ
نعل در گوش ہر اک نی سو بار / کئی بہ فرق پادشاہ نثار
ایک سی ایک چڑھتی سی پیارا / چرخ خوبی کی صبح ستارہ
تا سحر اوس سے شاہ عشرت جو / رہتا سینہ بسینہ رو برو
آتی اس ناز سے حضور شاہ / دل سے کہنی جو شاہ آگاہ
پہنی گلگون لباس سر تا پا / گل سی بھی رنگت و سوا اوسکا
بھیجا حمام کی طرف اول / تا نہاوی گلاب سے مل مل
بزم آراستہ تھی جون گلشن / تھی نثار اوسپہ بلکہ لاکھ چمن
بادہ پیتا تھا شاہ با دل شاد / اور بغل مین تھی وہ بت نوشاد

تھی مزی پر عجب گزک نمکین
شادمانی مین کاٹی آدھی رات
آگئی خلوت سی شاہ بھی باہر
شام کو دیکھا جب چھپا تارہ
باری جس مہ جبین کی اوس شب تھی
دیکھ مہ پارہ اوسکا رخسارہ
بھیجا حمام تا مشک و گلاب
سب مہیا تھا بزم مین اسباب
وہ بھی شب گذری شادمانی سی
دنکو رہتا تھا ملک رانی مین
بھیج دیتی تھی سوی گرمابہ
گلرخ ہفتمین کی باری آئی
آیا ناظر حرم سرا کا شتاب
گوش دل سی کر سنو وہ بیان
گر نہ آگہ کری وہ آقا کو
یعنی ای شہریار عیش پسند
گر یہی خواہش کٹی یونہین اوقات
دھیان بھی اوسکا دل سی کر دیجی
بسکہ اس راز سی تھا وہ آگاہ
شہ نی پوچھا کہ میری دلخواہ
کھائی سوگند اوسنی جو تجھدا
وہ ہوسناک سنتی ہی یہہ جواب
نہ سنی ناصح شفیق کی بات
دیکھتا تھا جو بام و طاق و رواق
شعلہ رو تھی صنم جو شکل فرشتہ
دستہ گل لا کل شگفتہ کا
مصرع غزلی کی تھی تشریح نثر

بادہ تلخ و بوسہ شیرین
کامرانی مین کاٹی آدھی رات
بیٹھا جون مہر تخت شاہی پہ
اور کتان تنکی مہ کی پارہ
مشتری آئی شاہ کی دو ہفتی
ہوتی تھی بس کتان مہ پارہ
غسل کر آئی وہ در نایاب
گزک و میوہ و طعام و شراب
ہو گئی صبح کامرانی مین
رات کاٹی تھا شادمانی مین
ہوتی پھر تا سحر تھی ہمخوابی
باری مت ہو بلکہ خوار آئی
اور بجا لا کی با ادب آداب
دلکو تو کھول کر کہو عیان
یہہ بھی اک نوع کی خیانت ہو
پہونچی تجکو نہ چرخ دونی گزند
گذری عیش و نشاط مین ہر رات
نہ بولا اور نہ جا تو اوسکی حضور
گاہ جاتا نہ تھا ہمارا شاہ
گر تو اس بھید سی مجھی آگاہ
مین نہین جانتا ہون کچھ اصلا
ہو گیا بیقرار جون سیماب
اور گیا اوسکی گھر مین دو بہایت
نقشی مین اپنی اپنی بھی سب طاق
پہنی سرتا بپا لباس بنفش
شاہ گلگون قبا کی ہاتھ دیا
وہ چھون اسکی رو بہ تھی ہین گستر

قصہ کوتاہ تا بہ نصف شب
خسرو مہر جب یہ نور محمل
ملک کا بندوبست کرنی لگا
شب گئی تی ہی شاہ والا جاہ
پہنی سرتا بپا لباس سفید
شاہ کو دی سمن کا گلدستہ
جھٹ نہا دھوکے شاہ سحرگاہ
شاہ مشغول ہو بناہی تو شر
الغرض یون ہی شاہ ہفت سپہر
ہوتی تھی بس گلعذار کی باری
گذری چھہ روز جب بصد عشرت
برج منحوس تھا وہ برج وبال
عرض کرنی لگا کہ شاہ زمن
جو نمک خوار بندہ درگاہ
عرض کرتا ہون اس لئی تجکو
چھہ محل مین جو تو نی عیش کیا
صنم ہفتمین کی گھر مت جا
گر گیا وہان تو پھر خدا معلوم
شاہ مغفور اوسکی گھر اصلا
کیا سبب تھا جو شہ نجاتا تھا
ہوتا اس بھید سی بھی گر آگاہ
منع کرنی سی دونا شوق ہوا
اوس صنم خانی مین گیا جسدم
وہ محل اسکی روبرو تھی جھل
برق سا آستین چمک سی آئی
اسنی دیکھی تھی گو بہت محبوب
بن گیا اوس پری کا دیوانہ

شاہ مشغول تھا بعیش و طرب
بیٹھا تخت زرجدین پہ نگل
زر سی دامن ہر اک کا بھری
آیا خلوت سرا مین صورت ماہ
نور سی جسکی تھا خجل خورشید
پھر خدمت ہوئی کمر بستہ
جلوہ گر بزم مین ہوا چون ماہ
سو رہا سیمبر کی ہم آغوش
صورت آفتاب بدر منیر
دیکھی گلدستہ شہ کو یکبار
ہو چکی چھہ محل کی جب نوبت
مہر اقبال کو جہان تھا زوال
واجب العرض ہی ایک سخن
ہو گئی از امر ناصواب آگاہ
ہو خیانت نہ اور رہون مقدور
شش جہت مین کسی نی نہین دیکھا
تا نہ خانہ خرابی آئی شہا
کس بلا مین پھنسا ہی یا مظلوم
مرتی دم تک بھی اکیدم یہ کیا
اور نہ اوسکی تئین بلاتا تھا
تجکو آگاہ کرتا ہون پادشاہ
وہان کی جانیکا دلکو ذوق ہوا
دیکھا وہانکا کچھ اور ہی عالم
پھسلا پڑتا تھا ہر مقام پہ دل
جل گیا دیکھ مرغ بینائی
اوسکی خوبی مین پڑ گیا کوئی
ہو گیا شمع رو پہ پروانہ

دل انہون وڑایا اور کسوت پر
کی قبائی بنفشہ گون بر
دیکھ جو وا وہی وہ قمر زنہ
لی چلی ساتھہ جانب خانہ

منزلین کی کئی لی بصد خوار
پہونچی اگر وطن مین یکبار
ہجر مین اوسکی نادر او رند
دار فانی سی کر گئی تہی سفر

وصل کی آرزو مین ویلا
ہو گیا تہا وصال دونکا
گہر مین تہا رہا یہ سودائی
شکل تصویر چینکا شیدائی

دس برس بعد جب ہوا گویا
راز پوشیدہ وہانکا سب کہا
تا بقید حیات تہا ناکام
تہا بنفشی لباس وسکا مدام

ہیکا رنگ بنفشی نادر
خوبی اوسکی ہی بن کہی ظاہر
سہ لقا ہو جو نازنین چالاک
پہنی جب وہ بنفشہ گون پوشاک

خوب بہ اس رنگ مین ہی جو خوب لے
دونی ہو کیون نہ اوسکی محبوبیا
گر ہوا بنفشہ گون فلک
دیکھو ہر قت تپان کی ہمیشہ چمک

رخ پہ کلرو کی ہا ہزار جمال
ہیتو ہا ہی دلربا بنفشی خال
رخ گل ہو چمن مین کب ممتاز
ہو بنفشہ کی کرنہ زلف دراز

بسکہ یہ رنگ ہی نہایت خوب ہے
کیون نکلشن ہو اس سے خوش اسلوب
سوسن و کاسنی و نافرمان
ہین اسی رنگ پر ہی جلوہ کنان

باغ کو ہی بہاران سب سے
لالہ ہی داغدار ان سب سی
کہہ فسوگر یہ لی بدل قصہ
سو ہی بہرام ساتھہ القصہ

گلزار ساتوان تشریف لیجانا بہرام کا روز پنجشنبہ صندلی محل مین اور عیش و نشاط کرنا لیل و نہار نازنین عربی کو لی کر بغل مین ۵

پنجشنبہ کی صبح نور افزا
پہر خورشید ہوئی جو صندل سا
شاہ بہرام نی بصد تعجیل
کر قبائی بنفشہ گون تبدیل

مشتری وار صندلی پوشاک
کی سراسر بیاد ایزد پاک
باہمہ جاہ و سطوت شاہی
صندلی قصر کو ہوا راہی

ساعت مشتری مین جو تہا وہ ہر
آ گیا تخت صندلی پہ جلو
عربی بت وہ شوخ علامہ
صندلی رنگ و صندلی جامہ

مشتری طلعت اور زہرہ جبین
شکل یہ تہی جو اوس کا نہین یکبیز
آئی جون مہر جلوہ آرا ہو
کر کی تسلیم شاہ دوران کو

بیٹھی اس ناز سے وہ ماہ لقا
کہ ہوا شاہ مشتری وہ نکا
دلکو شہ کی جو شادمانی آئی
کشتی بادہ کی روانی پائی

روبرو شہ کی شام تک بہ مہر
جام گردان رہی بصور مہر
جب ہوا جام آفتاب نگون
دل گیا دنکا بادۂ گلگون

دن کو پیش آیا نہ سے پیاہ وہ
رات روشنی ہوئی بجلوہ ماہ
چشم مستی لگا کی سرمۂ شب
چہوڑا اوس نالہ کہکشانی عجب

سرمہ گین چشم جب ہی سی لگی
میل تا میل روشنی پہیلے
شاہ بہرام کو ہوا منظور
درد سر کو کری خمار کی دور

پہیکی اک جام آیا خلوت مین
تا کٹی رات خواب راحت مین

سفید محل

اوس مکان مین تہی شوخ خوار زمی
اوسی کی شہ کی ساتھ ہمبستری

ہوگی کا نور سعد جیب پران
مشک اذفر سا ہوگیا دودمان

تہا جو خوگر ہوا افسانی سے
بولا اوس سی کہ ای فسانہ کہے

یعنی ای خسرو زمین و زمن
جو بہادر ہے تیری شاہ ختن

بجکلا ہون یہ بجکلاہ سے کر
بادشاہون پہ بادشاہی کر

تحفہ داستان مرا کیا چیز
لاتی جسکو حضور مین یہ کنیز

افسانہ سرائی اوس زہرہ جبین کی اور نغمہ آرائی شوخ نازنین کی

گردش انجم اوسکو تہی معلوم
از بر اوسکو تہی سب فنون علوم

دیکھ تارونکی گردش و ساعت
تہا دکہاتا عجب عجب صنعت

کاوسکہی شجر مین لاتا پہل
چلتی اشجار گروہ کہتا چل

تہین غرض اوسکی صنعتین بیحد
یاد اوسکو تہین حکمتین بیعد

گردش آسمان پہ کر کی نگاہ
پیکر آرا ہوا کہ واہ جی واہ

کرچکا لعبت ایسے جب طیار
آزمائش کر اوسکی سو سو بار

شہ کی بہی اوسکی آزمائش کے
جہٹ بہ سنگ سخن مجال نہو

بادشہ جس جگہہ پہ سوتا تہا
لاکی اوسکی تہین وہان پہ رکہا

کہتا بات اوسکی کچہ حضور مجال
خندہ زن ہوتی سنکی وہ تمثال

جانتا تہا انہونکی تہین مکار
بیوفا بیحیا و بدکردار

نفرت انسی اگرچہ تہی سکو
لیک مردی سی تہا نہ خالی وہ

لی انہون کی گم تہی اونکو خوشی
لیک کرتا بجبر نفس کشی

اسکی تدبیر کیا کرون جن بین
چین وہ تو طرح سی آگاہ نہین

کیسی مکارہ اور ہی بد راہ
بیوفا ہوکہ باوفا اے آہ

زینہار از قسرین بد زینہار
وقنا ربنا عذاب النار

انسی اسواسطی ہین خائف ہون
نفس کش مگر کری ہی نہ بون

کیا ہی عورتین ہین بدکارہ
جلسی ہو یہ وہ شرم کا پارہ

اونکی عصمت سی ہی جہان قائم
یہہ زمین اور آسمان قائم

کہ جو چاہی کری وہ دیدہ دلیر
ہو خصم لومڑی بنی وہ شیر

آپ جسوقت مرد ہو ہشیار
ہو نہ بدکار اوسکی زن زنہار

صبح سی لیکی شام تک پہر تو
عیش و عشرت مین وہ رہتی تہی

شاہ بہرام عیش کا ماتا
اوسہ کی خلوت مین بس رہا تہا

کرکی آداب بندگی کی ادا
نازنین نی کہا بناز و ادا

تخت گردون سریر ہو تیرا
تاج مہر منیر ہو تیرا

ہو جو سرکش ترا عدو ناپاک
خاک پا ہو وہی تیری اوسکی خاک

پر ہی لطف شہی جو پردہ پوش
عرض کرتی ہون شاہ عذر نیوش

ہی سنا مین نی یون کہ شاہ من
فیلسوف ایک تہا بملک ختن

سیمیا و طلسم نیرنجات
یہ تو تہی اوسکی آگی گویا بات

گاہ کرتا جماد کو گویا
گہ گل کاغذی کی تہی بو یا

کاٹہ کی گہ بناتا ایسی پرند
کہ وہ اوڑتی پہرتی سی دو چند

الغرض ایکدن وہ کان ہنر
سہر پہ مشہور آسمان ہنر

ہو وہی مس سی بناتی اک تمثال
کہ وہ ہنستی تہی بات سنکی بحال

لی گیا خسرو ختن کی حضور
اوسکا دکہلا ہنر کیا مسرور

خوش ہوا اور دیا اوسی انعام
لائق انعام ہی کی تہا وہ کام

جاتا جب اوس مکان مین سلطان
تہی کہڑی لعبت طلسم جہان

تہی یہہ اوس بادشاہ کی خصلت
صحبت زن سی یعنی تہی نفرت

کہتا تہا مکر سی ہی خمیر انکا
کان نیرنگ سی ہی ضمیر انکا

نفس اماره ہوتا تہا سرکش
تہی شہوت کی شعلہ زن آتش

ایکدن میل طبع سی ناچار
ہوکی بولا وزیر سی یکبار

تہی یہی ڈر کہ گہر جلاؤن عروس
کہو دی ایسا نہو مرا ناموس

زن بد و رسوای مرد نکو
ہم دین عالم است دوزخ او

شان مین انکی در کلام قدیم
آیا ہی ان کیدکن عظیم

عرض کی یون وزیر نی کہ شہا
ہون مین حیران کہ شہ نی کیا کہا

ہی بیان نیک ایسی ہین اکثر
پڑہتی جنکی نماز دامن پر

اس سی بہی کبہی آپ قطع نظر
زن کو مختار کیون کری شوہر

زن پہ حاکم رکہی نہ اپنی تہین
گر ہو محکوم تو وہ مرد نہین

ہی عجب دیکہی شہ رکہو لی
ہوتا جورو کی تہین بہری گالی

نازنین کو یہہ شہ کا حکم ہوا
خواہش شاہ یون ہی تہی اوس روز
مسکن خاص خسروی تہا جہان
مچہلیان رنگ رنگ کی بہی ڈر
اوس مین سن پانچ باندبان تہین سولہ
نی غلط بلکہ سو جہا ہی کچہہ اور
شاہ اور نازنین وہ مہر و ماہ
جا پڑی اتنی مین صنم کی نظر
موتہہ پہ دامن کو لی صنم نی کہا
چشم بادہ سی جب مجہی ہو حذر
گو نہ سمجہا ہنسی کچ اوسکی غلط
اتنی مین ناگہان بحکم خدا
غوطہ کوئی کہا کی پہر اوچہلتی تہی
خوف سی تہرتہرا کی جان ہو سرد
سچ مین جا کی شہ نی ہو مضطر
سارہی ان اوس سی شادمانی کی
اوس محل مین گئی وہ جلوہ پذیر
چار مین مہ جبین کہ لی آوین
مسند شہ کو دیکہتی ہی صنم
تخت پر تا کیا نہ شہ نی طلب
خدمت شاہ سی یہا اوسی کام
کوئی نکلا نہ موتہہ سی ایسا سخن
جب صبوحی کی وقت ساغر خور
چار انہ و گلا ویون سی وہ چار ڈگہر
بیسکی جا کی دل کو چین آیا
عیش کرتا رہی نہ خود رفتہ
تہی بہ جا اوسکا لب صد افسوس

جلوہ آرا ہوا اوس محل مین جا
یعنی یہ دن ہی کو نشاط اندوز
باغچہ مختصر عجب تہا وہان
تیرتی اوسمین تہین ادہر سی اودہر
مہ لقا مہ جبین و مہ رخسار
کیجو انصاف ہی یہ جای غور
سنبل و گل پہ گاہ کرتی نگاہ
باز کشتی سے حوض کی اندر
کیسی یہہ مچہلیان ہین شوخ تنہا
ہی ستم مجکو دیکہے انکا نہ
پر گیا ٹال اوس ہنسی مین فقط
جہوکا ایسا ہوا کا تند چلا
ڈوبتی کوئی کوئی نکلی تہے
گر پڑی اب مین آتی ہو بیہوش
لاکی چہڑکا گلاب اوس گل پہ
داد دی خوب کامرانی کے
پر لب رود جسکی تہے تعمیر
ماہ روئی وہ مین کہ لے آوین
شکل محراب ہوئی سلام کو خم
نہ گئی آپ سی بپاس ادب
یا ادب دی رہی تہی جام بجام
جس سی میکدہ ہوتی خندہ زن
بادہ نور سی ہوا سب پہ
ہوگئی چار باغ سی خوشتر
تب یہ معمول اوسنی ٹہرایا
ماہ دو ہفتہ سے پہر ہفتہ
تہا مہ چار مین سی کم مانوس

ہی شترخانیکی طرف جو مکان
تیسری نازنین کو بلوایا
حوض سنگین تہے اوسمین اک پر آب
کشتی اک اوس مین تہی ہلالی شکل
تہی یون بسکہ ہر طرف بہتی
جنبش باد سی ادہر اور ادہر
گاہ تہی سیر نہر مین مصروف
دیکہی تو مچہلیان نکالی سر
گہورتی ہین جو مجکو آنکہہ نکال
یہہ سخن سن ہنسی طلسم حکیم
مختلط ہو گئی نازنین کی ساتہہ
کشتی جو ہو گئی نگون یکبار
نازنین کی تئین جو آیا نظر
دیکہہ یہ حال پہر ہنسی تمثال
نازنین کی تئین جب آیا ہوش
شام کی وقت ماہ زہرہ جبین
جلوہ گر جب فلک پہ ماہ ہوا
آئی وہ نازنین سراپا ناز
تخت کی پاس آ ادب کی ساتہ
تخت پر بیٹہ گئی جو وہ مہوش
کہہ رہی تہی بطرز دلدارے
شوخ مہ پارہ تا سحر وہ رہے
جس محل کی تلی تہا میخانہ
شاہ کی جو ہوتی مراد حصول
یعنی جب تک ہی چند روز حیات
ایک اک ہفتہ تک پہر اک کی گہر
رہتا تینون سی تین ہفتہ شاد

جسکا احوال ہو چکا ہی بیان
پاس اپنی بلطف بٹہلایا
لمبی چوڑی وسیع اور غرقاب
آسمان پر ہلال ہو جس شکل
کشتی بہتی تہی شکل کف بہتی
تہی روان اک ہلال و چند قمر
کشتی بادہ سی گہی بالوف
جہانکتی ہوتی ہین مین سو پہر
لیکی پانی سی انکو آگ مین ڈال
دل ہوا شاہ کا ہنسی سی دو نیم
سو ہی گلشن چلا پکڑ کی ہاتہہ
ڈوبی پانی مین تہی جو اوسمین سوار
غرق ہونا وہ اونکا آب اندر
یعنی تہی برخلاف اسکی حال
لایا خلوت مین شاہ عشرت کو سر
حکم شہ سے لے کے با تمکین
صادر اس طور حکم شاہ ہوا
نازپرور قدم بتاپا انداز
ہوئی استادہ دو نوبانہ کی
تہوتی اور ونکی طرح سرکش
ہم حریفی و ہم پرستاری
دمبدم طالب رضای شہی
ہوتی خرامات وہان وہ جانانہ
تہا سدا اسی طلب مین جسکی ہو ل
ہر ہفتی مین گذرنی یون دن رات
عیش و عشرت مین کاٹی شاہ سحر
کرتا جو تہی کو سو لکر ہی نہ دا

گاہ بیگاہ اوسکی گھر جاتا
ناز و انداز و عشوہ و شوخی
دلبری جانی ہی نہ دلداری
چاپلوسی ہی نہین اونہین سرکار
تب تو ہی عجز اور نیاز سی کام
اونہین تینون سی شہ کو الفت تہے
اولین نازنین کی گہر اوس شب
دیکہا تو پہلو مین نہین وہ ماہ
دیکہا چارون طرف جو سرکو اوٹہا
دیکہا جس کو نہ اوسے پایا
سیٹر ہی تہ ہی پہنچی آگی او چپ کر
کہینچا جس تن کی کل سی تہا آزار
کہتی ہی گر آگیا سکے وہ پہر
مدت کی نیند اوسکو جون آتی
پڑہنی پہ مار اوسی نظر جب آتی
پا یہ سمجہتی ہی پا ہی وہ نرمی
پاتہا تمثال سی چہپا یا موہنہ
سوچ اوسدم یہ دلمین پہ آیا
سوچ کر دل مین یہ پہر اتیاب
خسرو مہر جب بجنگ سحر
شاہ ہی اوس محل سی پر آیا
دن چہپا اور رات جب آئی
گذری جب وہ پہر شب دیجور
کہول دروازہ سنتر خانہ
دیکہا سی وسنی السی کی آگ جستہ
بستر خار او رپلاس پہ ال
[illegible]

بیٹہا اوٹہتا پہر چلا آتا
غمزہ و آن اور ادا ہی بہری
یاد ہی شیوہ پرستاری
تمکنت بلکہ ہی اونہو کا شعار
دلبرانہ نہین ہی ناز سے کام
اوس عفیفہ سی صاف نفرت تہے
کل سی جسکو لگی تہی چوٹ غضب
جاتک سہل سو رہا پہر شاہ
نہ ملا نام کو نشان اوس کا
پہر در شہر دبان پہ جب آیا
دیکہا جون اصطبل مین کر کی نظر
کوڑی او سپر رہا ہی وہ پہنکار
کر نہ غصہ سری پہ کرنک پہر
دوڑ تی تیری پاس ہون آتی
یاد تمثال کی ہی تہی تب آتی
یا وہ عفت تہی پایہ بیشر می
موہنہ سنی زنگی کی پا ملا یا موہنہ
گر غضب اوسنے پہین ابہی لایا
لیٹا بستر پہ آکے پہ بیخواب
تازیانہ شعاع کا لیکر
دوسری نازنین کی گہر آیا
شاہ عیار وہ بد اناتی
نازنین شاہ کو سمجہ مخمور
بادۂ آرزو سے مستانہ
کودتا جسطرح ہی اشتر مست
اشتر کینہ کش سا چہرہ فی الحال
اوسکا [illegible] خانہ

دلمین کہتا کہ تینون یہ محبوب
چہپ تہی کو ہی حسین خوش اندام
ہین وہ ناز و نعیم مین جو پلین
ظاہر ایہ مہ اپنی گہر مین ہی
پہر خلاف بات یہ سمجہ ہیہات
خواہش حق سی کیا ہوا اک روز
بیخبر تہا بخواب جو یکبار
دوسری شب ہی دیکہا تو بستر
ڈہونڈہا اوٹہہ کر اید ہر اودہر
دیکہا قفل اور در پڑا ہی کہلا
دیکہا خربندہ زنگی اک سرمست
اور یہ کہتا ہی سچ بتا خندی
جاگی کمبخت جب ملک سلطان
نازنین کا یہ سنکی شاہ جواب
دلمین کہتا تہا طیش اپنی کہا
کل کی لگنی سی پا کتی تہی لوٹ
شہ نی چاہا یہ تیغۂ خونخوار
تینون ہون کی وہ سنکی پیشیاب
بعد عرصی کی آنکہ وہ صنم
پہر سپہر جہان سوار ہوا
ساری دن گرچہ بادہ خوار ہی تہے
مست و سرشار آپکو کر کے
اوس شہ کی پہلو سہی شاہ کی ڈر
پہونچی معشوق ہمار بانکی پاس
کر کے شتر غمزہ اور اس ہی لپٹ
داب کر پہنچی وہ دیکہسی
[illegible] شاہ

طاق ہین دلبری کی فن مین خوب
پہ نہین طرز دلبری سی کام
ہین بری بہی ادا مین اونکی بہلین
لاڈلی مادر و پدر کی وہ تہی
تہا کنارہ کش اوس سی دن رات
مست تہا می سی شاہ عیش اندوز
ہوگیا آدہی رات کو بیدار
خالی ہے اور نہین وہ رشک قمر
کچہہ نہ اوس گلبدن کی پائی بو
لیکی تلوار پہ غضب ہو چلا
تازیانہ لئی ہوئی در دست
دیر آئی ہین اسقدر کیون کے
اون کسطور جلد میر بجان
بس لگا دل مین کہانی پیچ و تاب
یعنی سبحان ربی الاعلے
لگتی کو ڑی کی پانہین اب چوٹ
لیوی سر کاٹ دونو کا یکبار
سر کہیلیگا نہ اونکا پہر نہ نہا
سو ہی پہلوی شاہ مین بی غم
ہر طرف نور آشکار ہوا
دل مین پہر شب کی انتظار ہی تہے
لیٹا چپ اوپر آکے بستر کی
چل ہی نکلی بشکل باد سحر
تہا وہ بیٹہا بچہا ہی فرش پلاس
دی اڑنگا گرا دیا جہٹ پٹ
پہ وہ تن بانگی الامان جسسے
دیکہہ [illegible] کا یہ حال ہوا

اب ملامت سے اوسکو دہو دیوی — دہو کی ساری سیاہی کی ہو یوی
نورافشان یہ داستان سنکر — سویا بہرام اور وہ سہ بیکر

بعد ازین جب تک شہ بہرام — وار دنیا مین تہا نکو فرجام
صورت مہر و ماہ لیل و نہار — لیتا ہر برج مین نہار و قرار

یونہی ہر ہفتہ بس گذرتا تہا — ہفت گنبد مین عیش کرتا تہا
یک یہ ہفت گنبد گردون — گہات مین اوسکی تہا کہ فسون

آخر اک روز اوسکو دم دیکر — ہفت گنبد سے کر دیا باہر
چرخ ہی ہفتہ دوست اشپہ ہول — دوستی پر نہ اسکی جوبن کا بہول

گورسے اوسکو تہی بس نسبت — گور نے اوس سے کی بزور الفت
تہا جو بہرام گور اوسکا نام — منزل گور ہی مین پایا مقام

وفات پانا بہرام گور کا گور کی جستجو مین اور جانا چاہ گور مین گور کے آرزو مین

یون بیان اب کرے ہے سکار راز — قصہ بادشاہ گنبد ساز
یعنی تا سالہا شہ بہرام — ساتون گنبد مین تہا بعیش مدام

آخر اس گنبد فلک نے ہاے — گنبد گور مین سلایا واے
گورافگن جو تہا یہ لیل و نہار — ہوگیا آپ گور کا وہ شکار

گور کو گور کی تہی از بس چاہ — گور نے گور کا جہکا یا چاہ
بسکہ تہا گور کی شکار کا شوق — بعد مدت وہ پہر آیا ذوق

صبحدم ایک روز ہوکے سوار — گہر سے نکلا یہ جستجوے شکار
اشقر باد پا کو دشت بدشت — دیکے جولان وہ کر رہا تہا گشت

گور کی جستجو مین مضطر سا — ہرطرف وحشیانہ پہرتا تہا
آہ کرتا تہا وہ گور تلاش — بلکہ کرتا تہا اپنی گور تلاش

بسکہ تیر اجل تہا اوسکا تیر — جان سے مارے سیکڑون نخچیر
مارے ہی آہو چکارے اور چیتل — صید اوسنے کئے بہ تیر اجل

پر تسلی ہوا نہ دل مضطر — تہی ہر اک آن گور ہی پہ نظر
اتنے مین ایک گور آہو وش — آہو چشمون سے شوخ اور سرکش

تہا نہ وہ گور اک چہلاوا تہا — گور کیا نور اک چہلاوا تہا
شکم و پشت و پہلو اور سینہ — یون چمکتا تہا جیسے آئینہ

دلبرون کی طرح سے تہا چنچل — شکل سیماب تہی اک جا کل
برق کی شکل سے کہا کی جہلک — کہ زمین پر تہا اور کہ بہ فلک

لنتیان لیتا یون وہ جاتا رہا — نظر آتا تہا اور نہ آتا تہا
تہا نہ وہ گور تہا فرشتہ مرگ — خط پشت اوسکا تہا نوشتہ مرگ

سامنے جب قضا کے آیا — بس قضا کا پیام وہ لایا
دیکہتے ہی وہ گور دیدہ دلیر — لپکا بہرام اوس پہ صورت شیر

ایک اشقر کی آہ تیز دوی — گرد کو ہی نہ اوسکی پہونچی تہی
باگ گو اوسکی دی تہی اسنے چہوڑ — دوڑتا اوسکی پیچہے تہا گہوڑ

دور ہی سے تہا پر اوسے تکتا — سایہ کو اوسکی تہا نہ چہو سکتا
تیر پر تیر کو لگاتا تہا — نصف رہ مین پہ رہ جاتا تہا

چو گھڑی بہر کی خالی جو تیر — وہ بہلا کب کمند مین ہو اسیر
قادر انداز شاہ کہا کی خطا — کاٹ کاٹ اپنا ہاتہ کہاتا تہا

ناگہان ہر دو اوس دشت مین آہ — سامنے آیا ایک اندہا چاہ
صید خائف وہ گور رو بقضا — بہاکا جا سے تہا تیر سا جو چلا

گر پڑا قعر چاہ مین یکبار — سرنگون کہاتا ٹہوکرین وہ چاہ
ساتہ ہی اوسکی شاہ کا اشقر — گر پڑا اوسمین شاہ کو لیکر

نیک شد بد چون ہمی بباید مرد
خنک آنکس کہ گوی نیکی برد

نہ رہیگا کوی یہان پر لیک
نام رہ جائیگا ہو بد یا نیک

آن رہا کن در بن کہن بنیاد
گر تو خلقی کنند بہ نیکے یاد

خاتمہ اس نغمۂ بی نظیر کا اور عجز و نیاز مصنف حقیر کا

با ہزاران شگفتگی و بہار
با دو صد تازگی و نقش و نگار

جب کہ رضوان کو آ ہیرا رشک
روضۂ رضوان کا کیون کہا نہ رشک

اوسکا رضوان ہو اسکا ہین یہ رضوان
ہی یہ میرا بہشت رشک جنان

معنی تازہ ہین لفظ ہی نگین
چون گل نو بہار خلد برین

ہی ہر اک لفظ غیرت گلزار
ہر سطر سی عیان ہی سنبل زار

سلسبیل اسکی دیکہ اور کوثر
یعنی بین السطور سر تا سر

صاف ہین لفظ جیون زجاجۂ در
تھی معنی ہر ایک ہین ہین پر

معنی یون لفظ ہین ہین جلوہ گر
ہو بہری جیسی شیشہ مین صہبا

طرفہ می جس سی مست ہون ہشیار
اور ہشیار مست ہون سرشار

جرعہ اس می کا لیوی جو یکبار
حشر تک مست وہ رہی سرشار

دیکہلی بیکی یون نہ مین مانون
پہر ہو ہشیار اگر تو مین جانون

جب بیاض ورق پہ سر تا سر
کرکی ہمہ وش صفحہ کے سطر

مثنوی یہ جو نہین ثانی ہین
یعنی یارون کی کتاب خانی ہین

نسخی گر مثنوی یا اندازہ
طوطی ہند و بلبل شیراز

حسن دہلوی اگر ہوتے
مثنوی اپنی پانے مین ہوتی

لین تراسے نہ گر حقیقت تو
اپنی منہ سے نہ بن میان مٹہو

شکہ او سکو سرا ہی خود عطار
کرنی تعریف کیا تجہی درکار

ہی خریدار جبکہ ہین سب لیتے
ترش و شیرین ہین جسکو کی کردیتا

گرچہ گزران ہون عیب جو لیتی
اور ہراسان ہون نشت خو لیتی

دیکی اس سکہ تہمہ کو رواج
تیر تشنیع کا بنا آماج

پر نہین مضمون سی ٹلی مجہکو
ہی تو بہت ہہر مون سی خطر مجہکو

آج تک اونکو یہ نہین معلوم
نثر ہی یہ کلام یا منظوم

ہین یہ بحر جہالت ایسی غرق
نقطہ اور نکتہ مین ہی نہین فرق

نہ رہا اور نہ رہیگا کوے
جیسا ہو ویسا ہی کہیگا کوی

پہر تو لازم ہی ہی میری جان
ساتہ نیکی کی چہوڑ اپنا نشان

آگی تو جان اور تیرا کام
مین کہا والسلام والاکرام

شکر حق کا وہ رشک باغ ارم
غیرت خلد اور داغ ارم

چند ہی روز مین ہوا یہ جہان
رشک افزای روضۂ رضوان

بولا رضوان بہی دیکہ اسکی زمین
ہی بہشت خلد برین یہ وہی زمین

تازہ تازہ کہلی گل مضمون
سرو الفاظ ہر روش موزون

کیون نہ ہر گل پہ عندلیب آسا
طائر خلد ہو وہین نغمہ سرا

سرخی شنجرف کی جہان ہی عیان
داغ ہی اوس سی لالۂ نعمان

آب معنی ہی سلسبیل نسب
ہر پہ لفظ جیسے نیل حبب

می معنی جہلک رہی ہی یون
آب گوہر مین ہو نمایان جیون

مستی افزا ہے سکہ یہ می ہے
مست عاقل ہون پیتی ہی یہ

نشہ کہ دیر پا ہی کس می کا
نشہ ہی یہ مدام اس می کا

ہو وہی منکر گوی جو اب اسکا
چکہے اک جرعہ دیکہلی وہ مزا

صندلی بو یہ می عجب ہی یار
درد سر دی کبہی نہ جسکا خمار

مثنوی یہ قلم نی کے ترقیم
ماہ را شکست راند بر تقویم

جاری سکی حضور اونپہ ہوا
حکم تقویم ہای پارینسکا

وہ شکر سے دہن مرا بہرتا
گل تحسین نثار یہ کرتا

حسن الطاف سی پکارتی مجہی
کہتی احسنت بار بار مجہی

مشک وہ ہی جو آپ بو دیوے
بو می خوش خود وہ سو بسو دیوی

ہی مثل یہ کہ بیچنی والا
چہاچہ کو اپنی کب کہی کہٹا

کرنی لازم نہین یہ لاف گزاف
ہین جو منصف کرینگی خود انصاف

لیک انصاف جسکا ہی پیشہ
اونکی باعث نہین کچہ اندیشہ

کیونکہ یہ کہگئی ہین اہل سلف
یعنی من صنف قد استہدف

ربط دو حرف کو نہ دیوی جو [illegible]
نظم سی نثر کو نہ سمجہا [illegible]

چار مصرع جہان وہ سن پاویز
[illegible] اوسکو [illegible]

نکتہ گیر یکو تسپہ ہای ستم
معجزن ادکی ہی زبان جون قلم

نادم اپنی گناہوں سی ہو کر
یعنی ہیکی جو یہ خدا خواستے
پایا جرم و خطا سی اوسکو بری
جب بدکارہ اوسکی تیئن پایا
و استحان چارٹو کا کیا جب خوب
جلد ایسی اک منکا سبو جیہ خام
آئی جب اپنی وقت پر وہ نگار
ہر کیجا خام کہل چلا افسوس
جانہ آب مین وہ در یتیم
لو نہ دنیا کی یہہ سبو تہی خام
گر سہارا ہی کچہہ تجہی درکار
جب سزا حسب حال اونہی پاتی
کوڑی اس رنگ ماری جو بالکل
اس سیہ رو کی تیئن او سی کو دیا
پیشہ جسکی جہل تہی قائم سے
کر رنگ پاشی اوسکی تن پر خوب
تا کہی جب ستمگر کی پینگ کشی
پاکدامن تہی شکل گل جو نگار
جسقدر اوس سی تہی اوسی نفرت
اوسکی مہر و وفا کا مارے دم
لیک اوس نازنین کا صورت نور
شہ نی کر اوس صنم کی تعریف
جیسی جب تک ہی وہ مہر و ماہ
کیون نہ پہنچ تک سب سی جو اعلی
سروز رو روشن جو ہی سدا پا نور
ہاتہی جب مشک آدمی کا فور
[illegible] سیہ نامہ

اشک ریزان تہی شمع سان بکسر
ہی برای فریب سارا اسنے
پائی شرو منی او اوس مین ذرے
دلمین بشکر خدا بجا لایا
کہل کیا جسکا جیسا تہا اسلوب
پانی لگتی ہی کہل جو جاتی تمام
کہ سبو پکی جاسے دریا پار
قعر کی سمت ڈہل چلا افسوس
پہونچی پانی سے جا بنار جحیم
تا نہ غرق بلا ہو وی ناکام
لی سبو ہی رضای حق بکنار
بار ہی اور ونکی پہر سزا کی آئی
تکڑی تکڑی بدن ہوا جون گل
انتقام اور کچہہ نہ اوس سی لیا
تہی جو دل بستہ اونٹ کی دم سی
دی سزا نازنین کو اس اسلوب
پا وکرو ہی مشک کہا ی سے غشتے
رنگ شہوت سی تہی بہی دلدار
اوس سی وہ چند اب بہی الفت
وصید م ہو بغلمین ہمدم
تہا لباس سپید جون کافور
کی لباس سفید مین شرکت
تہا لباس سفید ہی دلخواہ
جسکو بہتر کہے حبیب خدا
اس لئی ہی کہ ہی جو کافور
تب تو کہلائی وہ خدا کا نور
[illegible] رو ہون صورت خامہ

جہانک کرشمہ یہ دیکہتا تہا حال
یون ہی جب چند روز تک باہم
مستقیم اوسکو پایا عفت مین
کی نکوئی نی اوسکی دل مین جگہہ
چاہا ہر ایک کو سزا دیوے
تہی وہ ہر ی پختہ جس مقام سبو
رکہہ سبو جاتی کی تلی لی غم
دی جنیبت کشں اجل کو لگام
پختہ مغزان سنو یہ میری بات
آخر اس سبو کا چہوڑ دلا
پار جس سی تر ایہ بیڑا ہو
پہونچا جس گل کو کل سی تہا آزار
تہا جو یار اوسکا زنگی شب چہر
لید گہوڑون کی تا کہی جب باک
سر سی تا پا چہپای اوسکی خار
دی اوسی سار پانکو وہ بدرگ
کیونکہ یہ دی گئی ہین لوگ مثال
عاشق زار اوس صنم کا ہو
عہد یون اپنی دلمین شہ نی کیا
اور محبوب سی نہ رکہی کام
صورت ماہتاب اور ناہید
تخت اور تاج چتر اور لوا
رنگ کا نوری ہی غرض بہتر
بہتا سکی تئین جو تہا پایا
صورتی انسان سیاہ جب تک
پوچہنا کیا ہو جسکا سر تا سر
ہی مگر لطف اپنے ہی سپید

بندہ گیا بدگمان کو او خیال
آزمائش کی شاہ نی ہر دم
اور سالک طریق عصمت مین
پر نہ اس سی کیا اوسی آگہ
سب کی اعمال کی جزا دیوے
رکہہ دی اوسکی جگہہ وہ خام سبو
قطرہ زن پہونچی بیچ مین جسدم
رہ گیا نصف رہ مین کہ خام
طمع خام مت کر و ہیہات
مرد ہی تو سبو یہ توڑ ڈالا
دی تجہی نا بجہہ دہار مین ڈبو
خوب شلاق کی اوسی یکبار
جسکی اوس ماہ کی تہی دلمین ہر
یاد کر یہہ نعم ہو وہی باک
ہتہی جو نشتر سی ہی فزون خونخوار
چاہتی سگ کو نیم خوردہ سگ
قدر نعمت است بعد زوال
بانوی بانوان کیا اوسکو
تا کہ ہی ہو فا یہ زیب وفا
دوسیہ یگانہ لیوسے بلکہ نام
دوست کہتی تہی جاہای سپید
شکل تا ہیہ سب سپید کیا
ہی نفاست ہی [illegible] سر تا سر
تب تو خیر الثیاب [illegible]
نور حق [illegible] اوسکو
[illegible] سپید اگر
کردی [illegible] نامہ سپید

حرف لکھنی سے دل ہی ہی شیدا
لکھہ سکیں خاک اک نہ مصرع ہی
ایسی ہی بی بصیرتون پر یہ
ای حقیقت یہ کیا ہی قیل و قال
منفعل تک تو اپنی دل مین ہو
رشک جب دل مین آئینی کی ہو
طفل مکتب ہی آپ تو یہہ بات
لکھنی بی ربط چند یہ اشعار
جا بہ کنج خمول بیٹھہ کہین
جبکہ مین دیکھتا ہون اورون کو
سر کو زانو پہ جون قلم رکھکر
دعوی شاعری زبان پہ گر آئی
میری استاد کا تھا فیض مجھی
چند یہ شعر جو سکے موزون
مصرع اک سا لکھا مین ہی جدا
ربط ہی اسکا ہی چھپا مجھسی
آمر اسکا جو دل مرا یہ ہوا
یعنی کیا زیست کا بھروسا ہی
یادگاری کز آدمی ماند است
حق مطلق سی ہی یہ مجکو امید
ذہن ناقص مین جبکہ یہ آیا
کر کی کاغذ قلم دوات بہم
اک تو تھا مین اسیر دام مرض
تب لو آسیر اور درد مراق
اس سے اور تھی بہت آلام
تیسری روزگار کا عالم
تنبیہ سی اک پہر تک ای یار

جون قلم دو زبان کرین پیدا
پر مٹانی کو ہین بجا ہی آئی ہی
ہی کہاوت زبان زد یکہ دمہ
شرم کر کر رہا ہی کیا یہ مقال
خود فضیحت نصیحت اورونکو
روشنی خاک بخشتی غیرونکو
چھوٹا منہ اور بڑی یہ کہنی بات
فخر ہی استقدر تجھی ای یار
میر میدان شاعری تو نہین
حاشا کلا گھمنڈ اگر مجھی ہو
گریہ کرتا ہون آپ اپنی پر
شمع سان تو زبان سی جل جاؤ
جو یہ موزون چند شعر ہوی
انکی بی ربطی سی خجل خود ہون
ہوتا موزون نہین بھی ایسا
شعر برجستہ پر ہون کیا مجھی
امتثالاً لامر ہی سب نی کہا
اس سی بی اعتبار تر نہین شی
سخن ہست و دگر ہمہ باد است
کہ رہون اس سی مندہ جاوید
اسکو مین قید نظم مین لایا
حوصلی کے موافق ای ہمدم
مجکو انواع کی مرض تھی غرض
انکی ہاتھون سی ہی تھا جینا شاق
ون مین کس کس کا تیری گی نام
تھا نہ کچھ اختیار کا عالم
تھا فراغ او رباقی تھا دربار

ہیچ مین اونسی ہون مین جون نامہ
آپ پر عیب سی ہین سرتاسر
کاتا دیکھی نہ پلٹ اپنا واہ
اورونکا یون کری ہی نقص عیان
بحر نادانی مین تو خود ہی غریق
تنگ کر پہلی اپنی دلکا دور
بی بغل دل کا خیر و نادانی
لاف ہی شاعری کی تجکو اذنہ
یار و مین معترف ہون خود بقصور
آپ کو خوب مین سمجھتا ہون
دعوی شاعری نہین مجکو
نسبت اس فن سی ہی بجا مجکی کیا
ہی یہ فیضان حضرت جرات
دل کی کہنی سے یہ کہی اشعار
چاہی اسکو روز و شب کی مشق
ہی مثل یہ جہان مین مشہور
جی مین یہ بات سوچ کر ای یار
یادگار اپنا کچھ تو یان رہ جاوی
باقی رہنی کا مین نہین ناکام
این ورق کز نشاط دارد بہر
تھا پریشان اگرچہ دل میرا
سخن آرا ہوا مین جون خامہ
درد سر رفہ اور نفث الدم
دق و حکہ اور خارش و داغ
لاحق افکار دنیوی تسبیر
فرصت اسکی سبب تھی دم بھر
اتنی فرصت مین ہی غرض کہ بہم

نشو ہی سینہ بصورت خامہ
نس پہ اورونکی عیب ہی نظر
پہلی اورون کی تاکتا پھری ای
اپنی کرتا ہی عیب کیون پنہان
جہل کا ہو رہا ہی آپ سے فتو
بخش جو ہر اور کو تب ہو
نہ کر اب زانو ہی سبق خوانی
بس اسی منہ پہ یار پیٹی منہ
کوسون ہون لاف شاعری سی دور
اپنی کیا بی سلیقگی مین کہون
نسبت اس فن سی ہی نہین مجکو
خوان استادونکا ہون لہ ربا
ورنہ کیا شعر سی مجھی نسبت
ورنہ کیا شعر سی مجھی بہرہ کا
جسطرح سی ہی اور سبکی مشق
یعنی یا مور ہی اجی مقدور
کی جگر کا دہی اس مین لیل و نہار
دم کا کیا اعتبار آی نہ آی
باقی رہ جائیگا پر اس سی نام
یادگاریست از من اندر دہر
لفظ و معنی کو جمع کر یکجا
تا ہوا نقش گیر یہ نامہ
تند ہی سی تاک مین تھا پہونچا
کر سی تھی جدسی ہی پیدا
ایکان پہر فکر شعر ہو کیونکر
دم بھی لی سکتا تھا نہین مفقود
مشغلی تھی اپنی فن استادی کی کام